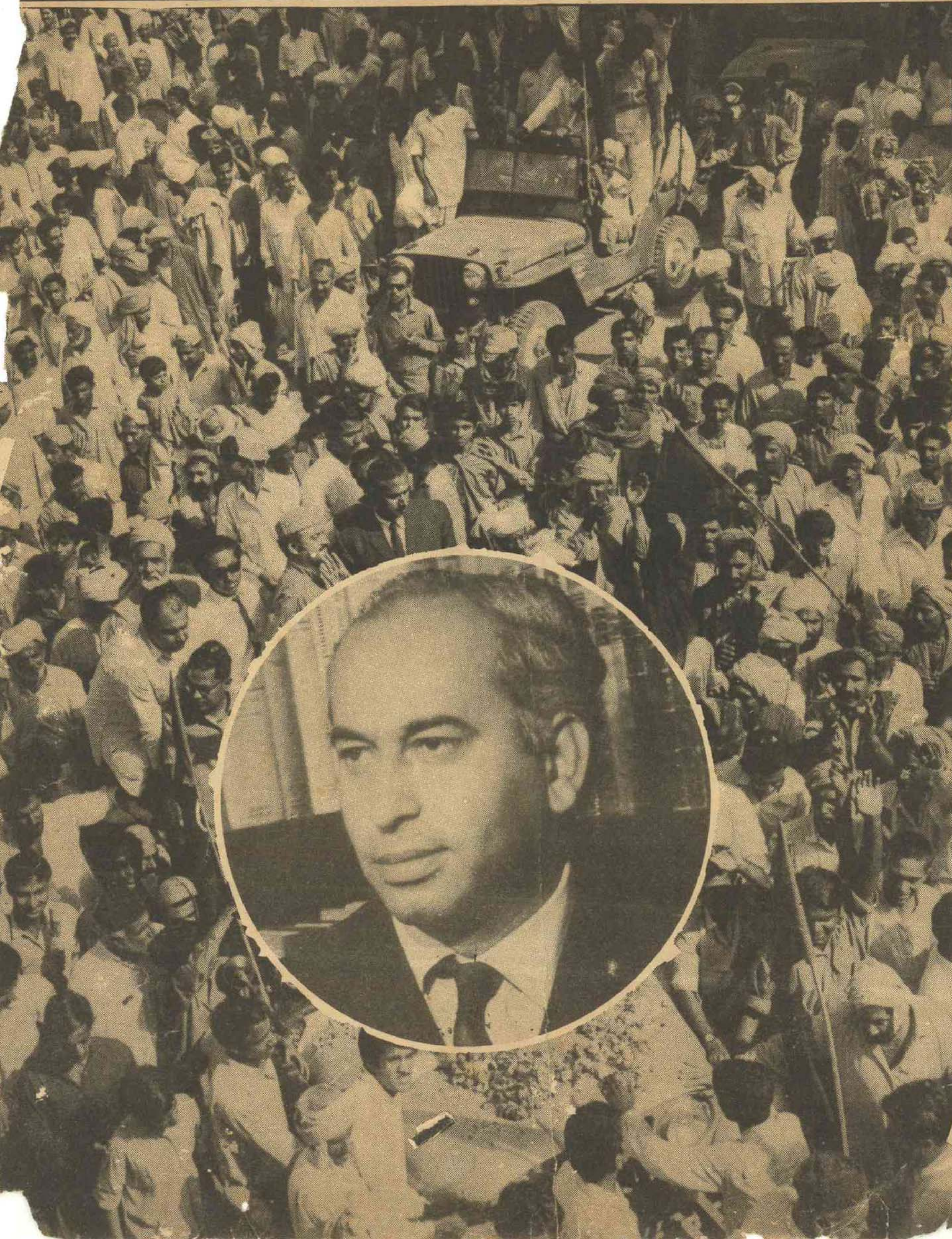
ہفت روزہ
الفتح
کراچی

۲۳-۳۰ دسمبر
۱۹۷۱ء

قیمت: ۵۰ پیسے
[illegible]

تمام وڈیرے فِکس اپ



ٹوٹ گیا بازو مرا

محمود شام

میری ماں، میری زمیں، میرے وطن، دیکھ ذرا
کیا ہوئی رسم وفا
اور کہاں اہلِ وفا
دیکھ تو کس نے ترا رنگِ قبا، چھین لیا
کیا ہوئے لوگ، جنھیں عشق بھی تھا، ناز بھی تھا
کس نے کھینچی ہے ترے سر سے تقدّس کی ردا
کون تھے، کون ہیں وہ ـ دیکھ ذرا، سوچ ذرا
میری ماں، میری زمیں، میرے وطن دیکھ ذرا
اڑ گیا رنگ چمن
زخم ہُوا سارا بدن
لوٹ لی کس نے مرے دیس کے چہروں کی پھبن
شاہراہوں پہ اداسی ہے، دلوں میں ہے گھٹن
بُجھ گئے دیپ جو روشن تھے نگاہوں میں کبھی
ولولے راکھ ہُوئے، خاک ہُوئی اپنی لگن
سرخرو کون ہُوا
اور کہاں سر ہے جُھکا
میری ماں، میری زمیں، میرے وطن، دیکھ ذرا
اب نہ احساسِ زیاں
اور نہ فریاد و فغاں
مر گئی اپنی انا، گنگ ہوئی اپنی زباں
کیسے دیکھا کیے ہم مٹتا ہوا اپنا نشاں
اب تو پہچان ہمیں، کون ہے کیا جان ذرا
لٹ گئی بزمِ نظر، کھویا گیا اپنا جہاں
ہے کہاں میرا خدا
ٹوٹ گیا بازو مرا
میری ماں، میری زمیں، میرے وطن دیکھ ذرا

الفتح کراچی

خدا کی بستی کے مظلوم عوام کا ترجمان

ہفت روزہ
الفتح
کراچی

جلد:- ۲ شمارہ:- ۳۲

۲۳ - ۳۰ دسمبر ۱۹۷۱ء

نگران
شوکت صدیقی
محمود شام

مدیر
ارشاد راؤ

معاونینِ خصوصی
ابراہیم جلیس، افضل صدیقی، عبدالحمید چھاپرا

مجلسِ ادارت
وہاب صدیقی - نعیم آروی

آرٹ ایڈیٹر
غلام نبی بزمی

بدلِ اشتراک	فی پرچہ	سالانہ	ششماہی
	۵۰ پیسے	۲۵ روپے	۱۳ روپے
ہوائی ڈاک سے	۷۵ پیسے	۳۰ روپے	۱۶ روپے

بحرین، کویت:- ۶۰ فلس دوبئی قطر: ۷۵ درم
سعودی عرب: ۱۵ قرش - انگلستان ۲ شلنگ ۶ پنس

مقامِ اشاعت
ہفت روزہ الفتح، ۸ ڈی، نرسری کمرشل ایریا
پی، ای، سی، ایچ، ایس کراچی - ۲۹

ایڈیٹر پبلشر:- ارشاد راؤ
مطبع حقی آفسٹ پریس، لیاقت آباد - کراچی

عکاس: الطاف رانا

اداریہ

عوامی حکومت، عوامی فوج

۱۶ر دسمبر ۷۱ء کو افواجِ پاکستان نے مشرقی پاکستان میں اپنے ازلی دشمن بھارت کے سامنے ہتھیار ڈال دیئے۔ اسی روز شام کے وقت چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل آغا محمد یحییٰ خاں نے ایک نشریہ میں کہا کہ ایک محاذ پر پیچھے ہٹنے کا مقصد جنگ میں شکست نہیں بلکہ ہماری جنگ آخری فتح تک جاری رہے گی۔ ابھی اس نشریئے کے الفاظ کانوں میں پوری شدت سے گونج رہے تھے کہ اگلے روز پھر اعلان ہوا کہ ہم نے امن کی خاطر مغربی محاذ پر اندرا گاندھی کی جنگ بندی کی پیش کش قبول کرلی ہے۔ حکم دیا گیا ہے کہ تمام محاذوں پر جنگ بند کردی جائے۔

۱۶ر دسمبر کی پسپائی سے پاکستانیوں کی شرم کے مارے گردنیں ہی جھکی تھیں۔ زخم اگرچہ کاری تھا لیکن آخری فتح تک لڑنے والے پُرعزم عوام دشمن سے طویل جنگ کے لئے تیار تھے۔ ۱۷ر دسمبر کو جنگ بندی کا اعلان سُنتے ہی لوگ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے۔ ماؤں، بہنوں، بیٹیوں، سہاگنوں اور شہیدوں کی بیواؤں کی چیخوں سے آسمان لرز اُٹھا۔ نوجوان گلیوں میں نکل آئے۔ قومی عزت، قومی وقار، قومی آبرو کے ساتھ کھیلنے والوں کے خلاف احتجاج کیا۔ یہ سلسلہ خیبر سے کراچی تک آج بھی جاری ہے

آج ہر محب الوطن شہری سوچنے پر مجبور ہے:

- ملک کے کل بجٹ کا ۶۵ فیصد حصّہ حاصل کرنے والی فوج نے ہتھیار کیوں ڈالے؟
- جب ہتھیار ڈالنے والوں کی نفری بقول غیر ملکی ریڈیو ۹۳ ہزار تھی تو وہ کیوں نہیں لڑے؟
- ذرائع نشر و اشاعت نے قوم کو آخری دم تک بے خبر کیوں رکھا۔؟
- جنگ بندی (مغربی محاذ پر) کیوں کی گئی؟
- ان فیصلوں کو کس دشمن کی تائید حاصل تھی۔؟

یہ شہری بالآخر ایک نتیجے پر پہنچے ہیں کہ پاکستان دسمبر ۷۰ء کے انتخابات کے بعد سے مشرقی پاکستان میں پسپائی اور مغربی محاذ پر جنگ بندی کے باوجود ایک زبردست بین الاقوامی سازش کا شکار ہے۔ اسے ان لوگوں کی مکمل حمایت اور تائید حاصل ہے جو سیاہ و سفید کے مالک ہیں۔ جن کا حکم چلتا ہے۔ بین الاقوامی طاقتیں انہی ناپاک ہاتھوں کے ذریعے پاکستان کو مٹانے کا عمل مکمل کروا رہی ہیں۔

جنرل یحییٰ خاں نے جس روز ملک کی سالمیت، آزادی اور استحکام کے نام پر

اقتدار سنبھالا۔ اس وقت جو وعدے کئے گئے وہ عوام کو مطمئن کرنے کے لئے کافی تھے۔ ان میں ایک آدمی ایک ووٹ کی بنیاد پر عام انتخابات اور عوامی نمائندوں کو اقتدار منتقل کرنا شامل تھے۔ جنرل یحییٰ خاں اور ان کے دوسرے کرتا دھرتا ساتھی جنرلوں کو اس امر کا بخوبی احساس تھا کہ عوام نے ان سے پہلے جس آمر ایوب کے خلاف مادر وطن کو اپنے خون سے سینچا ہے، وہ خون جنرل یحییٰ کو کرسی صدارت پر براجمان کرنے کے لئے نہیں بہایا گیا۔ عوام مشرقی اور مغربی حصے میں ایوبی آمریت کے سیاہ کارناموں نوکرشاہی کے ظلم و تشدد اور سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کی انسانیت سوز ہتھکنڈوں بیروزگاری، بھوک اور افلاس کا مداوا چاہتے ہیں۔ ان کا مقصد چہرے بدلنا نہیں بلکہ وُہ ایک ایسا نظام چاہتے ہیں جو عام آدمی کی مشکلات حل کر سکے۔

جنرل یحییٰ ایک جانب عام انتخابات کی تیاریوں اور پروگراموں کی تشہیر کرتے رہے اور دوسری جانب اُن کی عبوری حکومت کے امریکہ نواز وزیر نوابزادہ شیر علی، کٹر یونینسٹ نواب قزلباش، کٹر تجارت نواز ڈاکٹر خان صاحب کی حکومت کے بدنام وزیر عبدالرشید، امریکی اطاعت گزار ڈاکٹر اے ایم مالک اور اس قسم کے دوسرے وزراء اور مشیران کھلم کھلا جماعت اسلامی اور دائیں بازو کی دوسری جماعتوں کی کامیابی کے لئے راہ ہموار کرتے رہے سب سے پہلے حملہ اخبارات پر ہوا تمام اخبارات سے مزدوروں، کسانوں، نوجوانوں اور مظلوم عوام کے حامی عامل صحافیوں کو نکال دیا گیا۔ ان کی جگہ جماعت اسلامی کے تنخواہ دار یا باضابطہ ارکان کو بھرتی کیا گیا۔ نیشنل پریس ٹرسٹ تو سرکاری ادارہ ہے ہی لیکن جنگ جیسے نجی اخبار میں میر خلیل الرحمان کو اپنے سرکاری آقاؤں کے سامنے گھٹنے ٹیکنے پڑے۔ ریڈیو کو مکمل طور پر "اسلام پسند" بنایا گیا۔

دوسرا مرحلہ ملوں اور کارخانوں میں مکمل ہوا۔ تعلیمی اداروں پر بھی وار کئے گئے۔ ہر میدان کو مغربی پاکستان میں جماعت اسلامی اور دائیں بازو کے لئے ہموار کیا گیا۔ ان مظالم کے خلاف پورے ملک میں احتجاج ہوئے۔ جنرل یحییٰ کو ان کارروائیوں کا علم ہوتا رہا مگر حکومت "کے مکمل غیر جانبداری" کے کالے پردے پر خاموشی طاری رہی کیوں؟ صاف ظاہر ہے کہ منصوبہ بن چکا تھا اور اس پر عمل ہو رہا تھا

لوگوں عام شہریوں اور مظلوم عوام کو ان کارروائیوں سے باخبر رکھنے کے لئے جہاں پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین مسٹر ذوالفقار علی بھٹو نے قریہ قریہ جلسے کئے وہاں تمام مقبوضہ اخبارات کے خلاف پہلی آواز الفتح کی صورت میں کراچی کے عامل صحافیوں نے بلند کی۔ یہ خود ستائی نہیں لیکن اسے جاری رکھنے کی جدوجہد میں وہ اذیت ناک کہانیاں مضمر ہیں جو کبھی بغاوت کے مقدمے کی انتہائی شکل میں سامنے آئیں اور کبھی مارشل لاء ہیڈ کوارٹر میں ہر روز کی پیشیوں اور ذلت آمیز سلوک سے مرتب ہوئیں۔ اس مشعل کو بجھانے کا مقصد صرف عوام کی آواز کو دبانا تھا۔ لیکن عوام نے اسے زندہ رکھا اور ہم نے جو بیڑہ اٹھایا وہ اپنی منزل کی جانب بڑھ رہا ہے۔

اس عالم میں انتخابات ہوئے۔ ایک نقشہ سرکار نے بنایا ہوا تھا کہ جماعت اسلامی مغربی پاکستان کی اکثریتی جماعت ہو گی۔ دوسرا عوام نے پیش کیا اور پاکستان پیپلز پارٹی اکثریتی جماعت کے طور پر ابھری۔ سرکاری نقشے بدلے، نئے منصوبے بنے۔ مجیب اور بھٹو میں اختلافات پیدا کرائے گئے۔ ہارون خاندان مجیب کو گھیرے ہوئے تھا۔ مجیب نے بھٹو سے کامیابی کی مبارکباد تک قبول کرنے میں پس و پیش کا مظاہرہ کیا۔ دونوں رہنما ایک مروجہ نظام کے تحت ابھرے تھے۔ ان کے اپنے اپنے تضادات تھے ان تضادات سے حکمران جماعت اور ان کے حواریوں سرمایہ داروں جاگیرداروں اور نوکرشاہی نے بھرپور فائدہ اٹھایا اس کے نتیجے میں مجیب غدار قرار دے دیئے گئے۔ بھٹو نے کہا "خدا نے پاکستان بچا لیا۔" بھٹو کو خبر نہ تھی کہ اس کا انجام کیا ہو گا۔ ورنہ وہ ایسا نہ کہتے۔ اس کا انجام آج مشرقی پاکستان میں بھارتی اور سوشل سامراجیوں کی جارحیت کے زندہ نشانات سے لگا ہے کہ پاکستان بچ گیا یا ختم ہو گیا۔

بہت پہلے جب فوجی جنتا کی کارروائیوں نے سیاسی حل کی بجائے بندوق سے حل تلاش کرنے کا راستہ اختیار کیا تھا تو کسی نے کہا تھا: "بین الاقوامی سازش بدترین مرحلے میں داخل ہو گئی ہے۔ یہ سلسلہ جاری رہا تو وہ پاکستانی جنہوں نے اپنی فوج کی شکست نہیں دیکھی، یقیناً اب دیکھ لیں گے۔" آج ہم اس ذلت آمیز شکست پر شرمسار ہی نہیں بلکہ اس زندگی سے موت کو ترجیح دیتے ہیں۔ آزادی کی موت۔ دشمن سے مقابلے کے دوران موت۔ دائمی زندگی کی جدوجہد۔

مشرقی پاکستان بحر ہند پر غیر ملکی تسلط، روسی اور امریکی تسلط کا نشانہ بن رہا ہے۔ وہ عظیم چین کے گھیراؤ کے لئے مشرقی پاکستان کو مغربی پاکستان سے الگ کرنے کے درپے رہے ہیں اور آج نام نہاد بنگلہ دیش اسی سازش کی ناجائز پیداوار ہے۔ اس کے جنم میں پاکستان کے حکمرانوں کی وہ غلطیاں شامل ہیں جن کو بلا مقابلہ انتخابات اور غیر عوامی حکومت کے قیام سے یاد کیا جائے گا۔ جن کے ذریعے جماعت اسلامی، پی۔ڈی۔پی، نظام اسلام، قیوم لیگ، کنونشن لیگ، کونسل لیگ کے مردہ جسموں کو متحدہ پارٹی اور نورالامین کی وزارتِ عظمیٰ کو جنم دیا گیا۔ یہ سازش مغربی پاکستان میں بھی بڑھ رہی ہے مسٹر بھٹو کی غیر حاضری سے فائدہ اٹھایا گیا۔ اور اب اس حصے کو مشرقی پاکستان بنانے کا خواب دیکھا جا رہا ہے۔ یہ عوام کے خلاف ایک نئی سازش ہے۔

اس سازش کو صرف اسی طور پر ناکام بنایا جا سکتا ہے کہ مسلح افواج کو اقتدار اعلیٰ سے قطعی طور پر اور ہمیشہ ہمیشہ کے لئے علیحدہ رکھا جائے۔ اس لئے کہ افواج کا مقصد ہماری سرحدوں کا دفاع ہے۔ غیر ملکی جارحیت سے نبرد آزما ہونا ہے۔ اس کے فرائض میں ہرگز یہ داخل نہیں کہ وہ خود کو عوام سے افضل اور بالاتر سمجھے اور ان پر حکمرانی کرے۔ کسی ملک کی قوت کا سرچشمہ عوام اور صرف عوام ہوتے ہیں اور وہی اس کی قسمت کا فیصلہ کرتے ہیں۔ عوام ہی انقلابی تبدیلیاں لاتے ہیں۔ عوام ہی ملک کو طاقتور اور مضبوط بناتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ہم یہ بھی واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ انتخابات میں جس جماعت کو اکثریت حاصل ہوئی ہے۔ اُسے اور صرف اسے حکومت بنانے کا حق ملنا چاہئے۔ دوسری جماعتیں جنہیں عوام نے انتخابات میں مسترد کر دیا۔ انہیں لازم ہے کہ وہ عوام کے فیصلے کا احترام کریں اور چور دروازوں اور سیاسی بلیک میلنگ کے ذریعے اقتدار حاصل کرنے کی جوڑ توڑ ختم کر دیں۔ انہیں چاہئے کہ وہ جمہوری طریقے سے انتخابات کے ذریعے عوام کی تائید حاصل کر کے اقتدار حاصل کرنے کی کوشش کریں۔ اب یہ ملک سازشوں اور سیاسی جوڑ توڑ کا زیادہ عرصہ متحمل نہیں ہو سکتا۔

عوام نے اقتدار سنبھال لیا

صدرِ مملکت ذوالفقار علی بھٹو کی نشری تقریر

فوجی وڈیروں، صنعتکاروں اور جاگیرداروں پر

عوام کی تلوار کا پہلا وار

دوستو، طالب علموں، مزدوروں، کسانوں، نوجوانوں، بہادر فوجی سپاہیو، اپنے ہاتھوں سے کام کرنے والو۔

میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ میں بہت دیر میں آیا ہوں، میں ایسے وقت میں آیا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ ایک فیصلہ کن موڑ پر پہنچ چکی ہے۔ ہمارے ملک میں خطرناک بحران بلکہ مہلک بحران آچکا ہے مجھے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے اٹھا کر جمع کرنے ہیں نیا پاکستان پروگریسو پاکستان اور ایک ایسا پاکستان بنانا ہے جو قائداعظم نے دیکھا تھا یہ میرا یقین ہے کہ وہ پاکستان ضرور بنے گا۔ بشرطیکہ پاکستان کے لوگ میرے ساتھ تعاون کریں اور صبر و تحمل سے کام لیں۔ میں کوئی لکھی ہوئی یا پہلے سے تیار ہوئی تقریر نہیں پڑھ رہا ہوں میں ہر بات زبانی اور دل کی گہرائیوں سے کہہ رہا ہوں۔ مجھے آپ کی مدد چاہیئے آپ کا تعاون چاہیئے آپ کی مدد کے بغیر میں کامیاب نہیں ہو سکتا اور اگر آپ کا تعاون میرے ساتھ ہو تو میں ہمالیہ سے بھی اونچا ہوں۔ مجھے کچھ وقت دیجئے میں آپ کے لئے سب کچھ کروں گا۔ اس وقت مجھے جس بات کا بھی خیال آئے گا میں بڑی صفائی کے ساتھ آپ کے سامنے پیش کرتا جاؤں گا۔ مجھے روزانہ ریڈیو یا ٹی وی پر آ کر تقریر کرنے کا شوق نہیں ہے جب بھی کوئی ایسی بات ہوگی جس کے بارے میں مجھے اپنے ہم وطنوں سے مشورہ کرنا ہوگا۔ میں ریڈیو اور ٹی وی کے ذریعہ اور ممکن ہے پروگرام روک کر بھی آپ تک پہنچاؤں گا۔ اور آپ کی منظوری حاصل کروں گا۔ میں آپ کی مرضی کے بغیر کوئی فیصلے نہیں کروں میں ایک قدم بھی کسی طرف بھی آپ لوگوں کی رضامندی کے بغیر نہیں اٹھاؤں گا۔

آنے والے وقت کا ایک ایک منٹ بڑا اہم ہے۔ میں اردو میں تقریر کرتا لیکن یہ میری پہلی تقریر ہے اور اسے دنیا سن رہی ہے میں چاہتا ہوں کہ دنیا والے بھی سن لیں اور سمجھ لیں کہ میں کیا کہہ رہا ہوں انگریزی ہماری زبان نہیں ہے مجھے افسوس ہے کہ میں مجبوراً اس غیر ملکی زبان میں تقریر کر رہا ہوں اس کا مطلب یہ نہیں کہ میں اردو نہیں جانتا میں جلسوں میں ہمیشہ اردو میں ہی تقریر کرتا ہوں اور میری اکثر باتوں پر لوگ ہنستے بھی ہیں اور مذاق بھی کرتے ہیں۔ لیکن میں اپنی زبان میں جو کچھ بھی کہتا ہوں وہ سب کچھ سمجھ لیتے ہیں انشاءاللہ آئندہ میں اپنی قومی زبان میں تقریریں کیا کروں گا۔ کاش میں آج زندہ نہ ہوتا اور پاکستان کو اس شکل میں نہ دیکھتا میں یہ بات اس لئے نہیں کہہ رہا ہوں کہ کام مشکل ہے بلکہ اس لئے کہ گذشتہ دنوں ہم جن حالات میں سے گذرے ہیں کہ ان کے نتائج کچھ ایسے رونما ہوئے ہیں کہ آج ہمیں بھارت کے وزیر دفاع جگجیون رام کی وہ باتیں سننی پڑ رہی ہیں جو وہ کہہ رہا ہے۔ جگجیون رام کو یہ جاننا چاہیئے کہ جو کچھ ہوا ہے وہ دنیا کا آخری فیصلہ نہیں ہے یہ ابتدا ہے وہ عارضی فوجی کامیابی پر اکڑ رہا ہے یہ ابتدا ہے انتہا نہیں ہے بے شک ہمیں ناکامیوں کا سامنا کرنا پڑا ہے لیکن ہم ان سے بہت کچھ سیکھیں گے۔

اور اپنی زندگی از سرِ نو شروع کریں گے اور ایک نیا اور عظیم پاکستان بنائیں گے مجھے قوم نے صدر اور حالات نے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر بنا دیا ہے لیکن مجھ میں اور پہلے لوگوں میں یہ فرق ہے کہ میں قوم کا منتخب نمائندہ ہوں اور زبردستی آ کر بیٹھ نہیں گیا ہوں۔ میں آپ کا اپنا آدمی ہوں اور آپ سے بالکل بھائیوں کی طرح باتیں کر رہا ہوں، میرے مخالفین نے میرے میں کئی بار کہا کہ میں اقتدار کا بھوکا ہوں لیکن اگر میں ایسا ہوتا تو تاشقند کے معاملے پر صلح صفائی کر لیتا۔ میں ساڑھے پانچ سال سے برابر ملک میں جمہوریت کی بحالی کے لئے جدوجہد کر رہا ہوں میں جیل گیا ہوں، پیٹھ پر پولیس کی لاٹھیوں کے اب تک نشان ہیں مجھ پر پانچ قاتلانہ حملے ہو چکے ہیں، میں حکومت اور نوکرشاہی کی مہربانیوں سے بالکل تنگ تھا اور اکیلا رہ گیا تھا اخبارات نے میرے بارے میں ہر قسم کے غلط تاثرات قائم کرنے کی کوشش کی میرے بیانات توڑ مروڑ کر شائع کئے۔ مجھے اس سے زیادہ بے عزت کیا اور کیا جاتا کہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو کافر تک کہا گیا

میں آج ایک پاکستانی کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک مسلمان کی حیثیت سے آپ سے مخاطب ہوں، میں آپ سے قسم کھا کر وعدہ کرتا ہوں کہ میں پاکستان میں جمہوریت بحال کروں گا مارشل لاء ضرورت سے زیادہ ایک سیکنڈ بھی نہیں رکھوں گا میں چاہتا ہوں کہ لوگ آزادی کے ساتھ سانس لے سکیں ملک میں کسی قسم کی ڈکٹیٹرشپ نہ ہو پاکستان میں ہر ادارے کو تباہ برباد کر دیا گیا ہے یا اسے ڈرا دھمکا کر رکھا گیا ہے مجھے ایسی جمہوریت اس ملک میں قائم کرنی ہے کہ ایک عام آدمی مجھے لوڑک سکے اور میری پکڑ اور گرفت کر سکے۔ اگر اسے میری کوئی پالیسی یا میرا کوئی پروگرام پسند نہ ہو تو وہ بلا خوف و خطر مجھے کہہ سکے "تم جہنم میں جاؤ، میں تمہیں پسند نہیں کرتا" میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں جمہوریت بحال کرونگا۔ آئین دونگا۔ ایسا آئین جو لوگوں کا آئین ہو۔ اور ملک میں قانون کا دَور دَورہ ہوگا۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ میری قوم ایک فردِ واحد کے اشاروں یا اُس کی مرضی پر ناچتی رہے۔ لیکن مجھے کچھ وقت چاہیئے۔ تاکہ میں یہ کام مکمل کر سکوں۔ میں نے لوگوں سے جو وعدے کئے ہیں وہ پورے کر کے رہوں گا۔ میں پچھلی حکومت کی طرح ہر دو تین مہینے کے بعد ریڈیو پر کسی نئی اسکیم کا اعلان کرنے آپ کے سامنے نہیں آؤں گا۔ یہ اسکیمیں سب فیل ہو چکی ہیں۔

مشرقی پاکستان کے بارے میں مجھے یہ کہنا ہے کہ میرا دل مشرقی پاکستان کے بھائیوں کے ساتھ ہے۔ مشرقی اور مغربی پاکستان ایک دوسرے سے کبھی علیحدہ نہیں ہو سکتے۔ اُن کا پاکستان بنانے میں بہت بڑا حصّہ ہے، اگر ان کی جدوجہد شامل نہ ہوتی تو یہ پاکستان ہی نہ ہوتا۔ مجھے یقین ہے کہ وہ بھی ہمارے بغیر نہیں رہ سکتے۔ میں اُن سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ ہمیں نہ بھولیں۔ بلکہ اگر ہم سے غلطیاں ہوئی ہیں تو ہمیں معاف کر دیں۔ پاکستان کی بہادر افواج کے سپاہیو، ہمارے دل اور ہماری روح تمہارے ساتھ ہیں۔ تم ہمت نہ ہارنا اور اسی بہادری سے رہنا جس بہادری کے ساتھ تم لڑتے رہے ہو۔ تم یقین کرو کہ تمہارے بغیر ہماری نیندیں حرام ہیں۔ ہمیں ایک لمحہ کے لئے بھی چین نصیب نہیں ہے اور ہم وعدہ کرتے ہیں کہ جب تک تمہیں تمہارا باعزت مقام نہیں مل جاتا ہم چین سے نہیں بیٹھیں گے۔ بہادر سپاہیو! صبر اور تحمل سے کام لو اور میرے الفاظ یاد رکھو۔ ہم تمہاری بخیریت اور باعزت واپسی کے لئے سب کچھ کریں گے۔ تمہاری بے عزتی ہماری بے عزتی ہے۔ تمہاری عزت ہماری عزت ہے۔ میں پھر کہتا ہوں کہ مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان کبھی ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہو سکتے۔ آپ بہت جلد دیکھ لیں گے کہ مسلم بنگال ہمیشہ پاکستان کا ہی حصّہ رہے گا۔ جوں جوں وہاں ہندوؤں کا غلبہ ہوتا جائیگا توں توں نظریہ پاکستان کی قدر بڑھتی جائے گی۔ ہاں میں مانتا ہوں کہ غلطیاں ہوئی ہیں۔ کس نے غلطی کی اور کس کی غلطی تھی۔ لیکن اسکا یہ مطلب نہیں ہے کہ ملک کو کسی دوسرے ملک کی فوج تباہ و برباد کر دے۔ ہم اپنی غلطیاں خود ٹھیک کر لیں گے۔ ہم مشرقی پاکستان کے لیڈروں اور ان کے لوگوں سے مل کر خود بات

کریں گے ———— اور ایک پاکستان کے نظریئے کی بنیاد پر آپس میں تصفیہ کریں گے۔ چاہے وہ فیصلہ کتنا ہی ڈھیلا ڈھالا کیوں نہ ہو۔ ہم آپس میں بات چیت کر کے اپنے مستقبل کے بارے میں خود فیصلہ کر سکتے ہیں۔ لیکن شرط یہ ہے اس بات چیت میں کوئی غیر ملکی مداخلت نہ ہو اور نہ ہی کسی دوسرے ملک کی فوجیں وہاں موجود ہوں۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ بھارتی فوجیں میرے وطن کی سرزمین فوراً خالی کر دیں۔ جب تک بھارت کی فوج وہاں موجود ہے میں اپنا کام شروع نہیں کر سکتا۔ دنیا کے لوگ ہمارے ساتھ ہیں۔ اقوام متحدہ میں ۱۰۴ ممالک نے ہماری حمایت کی ہے۔ کون کہتا ہے کہ ہم ہارے ہیں۔ اتنی بڑی سیاسی فتح اقوام عالم میں آج تک کسی کو حاصل نہیں ہوئی۔ سیاسی فتح فوجی فتح سے بہت بڑی ہوتی ہے۔ صرف سیاسی فیصلے ہی جو عدل و انصاف اور حقیقت پسندی پر مبنی ہوتے ہیں۔ دیرپا اور مستقل ہوتے ہیں بھارت نے تو محض ہمارے ملک کے دسمبر ۱۹۷۰ء میں ہونے والے انتخابات کے نتائج اور شرنارتھیوں کا بہانہ بنا کر ہمارے ملک پر حملہ کر دیا لیکن بھارت نے یہ نہیں دیکھا کہ ہم بین الاقوامی انتخابات میں کامیاب ہوئے ہیں اور دُنیا کے ممالک کی اتنی بڑی اکثریت نے اس کی جارحیت کے خلاف پاکستان کے حق میں فیصلہ دیا ہے اور پھر ہم نے ان لوگوں کو جو مشرقی پاکستان سے چلے گئے تھے۔ واپس لینے سے کب انکار کیا تھا لیکن میں اپنے مشرقی پاکستان کے بھائیوں کو آج بتا دیتا ہوں اور وہ یاد رکھیں کہ ابھی بھارت والے لاتعداد لوگوں کو شرنارتھیوں کے بھیس میں مشرقی پاکستان میں لائیں گے۔ بھارت نے مشرقی پاکستان پر فوجی فیصلہ مسلط کیا ہے لیکن میں آج یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ بھارت کو اس مہم میں یقیناً بہت بڑی شکست کا سامنا کرنا پڑے گا بھارت پاکستان کے مسلمانوں کے دلوں کو کبھی نہیں جیت سکتا ہم اپنی لڑائی جاری رکھیں گے اور کسی قیمت پر اپنی خودداری اور عزت پر آنچ نہیں آنے دیں گے بھارت کے سامنے صرف دو ہی راستے ہیں یا تو وہ حق و انصاف کی بات مان لے یا پھر ہمیشہ کے لئے ہماری دشمنی کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو جائے اس معاملے میں ہم اپنی ہمت اپنے استقلال اور اپنے عزم کا کبھی سودا نہیں کریں گے ہم ایک پاکستان کے لئے لڑیں گے ہم اپنے مشرقی پاکستان کے بھائیوں کے ساتھ ہر معاملہ کر لیں گے بشرطیکہ یہ معاملہ ہم آپس میں کریں میں آئین بہت جلد دوں گا یہ آئین میرا نہیں ہو گا میں تو عوام کا ملازم ہوں میں لوگوں کو جانتا ہوں ان کی مرضی جانتا ہوں میں ہر وہ چیز جانتا ہوں جو وہ چاہتے ہیں میں یقین دلاتا ہوں کہ عوام کی ضرورت کے مطابق آئین دیں گے لیکن مجھے وقت دے۔

دیں میں پھر یہ کہتا ہوں کہ ہم نے جنگ ہاری نہیں ہے ہماری فوج اور لوگوں کو اس بات پر شرم نہیں آنی چاہئیے دراصل اپنے سسٹم کا شکار ہوئے ہیں ورنہ ہمارے بہادر سپاہی مشرقی پاکستان میں جس دلیری کے ساتھ لڑے ہیں اس کے سامنے ڈنکرک کی لڑائی بھی کوئی حقیقت نہیں رکھتی مغربی ممالک کے کچھ اخبارات اور نشریاتی اداروں نے لڑائی کے بارے میں بڑی گمراہ کن خبریں دی ہیں لیکن دُنیا کے بڑے بڑے فوجی جرنیلوں نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ پاکستان جیسا بہادر فوجی دنیا بھر میں کہیں نہیں ہے میں اپنی فوج کے بہادر جرنیلوں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنے حوصلے بلند سے بلند تر رکھیں ہم انتقام لیں گے ہم آپ کا وقار انشاء اللہ نہ صرف بحال کرائیں گے بلکہ بلند سے بلند تر کریں گے قوم کو اب تک جھوٹے وعدوں پر رکھا گیا ہمیں ہمیشہ دھوکا دیا جاتا رہا لیکن میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں ہمیشہ آپ لوگوں سے سچ بولوں گا ہمیشہ ٹھیک ٹھیک بات کروں گا۔ اور ہر مسئلہ آپ لوگوں کی منظوری کے لئے پیش کروں گا ہو سکتا ہے کہ میرے بعض فیصلے آپ کو پسند نہ آئیں لیکن میں کوشش کروں گا کہ آپ کو ان کے بارے میں سمجھاؤں مجھے اس بات کا بڑا رنج ہے کہ ہمیں مشرقی پاکستان میں ہتھیار ڈالنے پڑے لیکن اگر ہمارے ملکی حالات ٹھیک ہوتے تو ہمیں یہ دن نہ دیکھنا پڑتا میں ملک کے اقتصادی اور سماجی مسائل کی طرف بہت جلد ضروری قدم اٹھاؤں گا میرا وعدہ ہے کہ عدم مساوات دور ہو گی۔ عام آدمی کی مشکلات دور کی جائیں گی رشوت اقربا پروری اور بدانتظامی کا دور فولادی ہاتھوں سے خاتمہ کر دیا جائے گا۔ میں کام کرنے سے نہیں گھبراتا اور چوبیس گھنٹے کام کرنے کا عادی ہوں اور ہر ایک کو اسی طرح کام کرنا ہو گا یہ چلنے پارٹیاں اور دعوتیں اب ختم ہونی چاہئیں نوکر شاہی کو اب طریقہ کار بدلنا ہو گا سرکاری ملازمین کو چاہے وہ بڑے افسر ہوں یا چھوٹے سب کو عوام کی خدمت کرنی ہو گی یہ بات صرف اسلام آباد کے سیکرٹریٹ میں کام کرنے والوں کے لئے ہی نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ ہر جگہ کام کرنے والے سرکاری افسروں کو اس پر عمل کرنا ہو گا۔ میں بغیر اعلان کئے سفر کروں گا۔ کبھی رحیم یار خاں کبھی چترال کبھی میرپور خاص اور کبھی لائل پور اور خود دیکھوں گا کہ لوگوں کو سرکاری افسروں سے کیا تکالیف ہیں ہماری پولیس پر نظم و ضبط قائم رکھنے کی بڑی ذمہ داری ہے لیکن بدقسمتی سے پولیس بدنام ہو چکی ہے اس بدنامی میں کچھ قصور تو پولیس کا ہے لیکن کچھ قصور ہمارا بھی ہے کہ ہم نے ان کے لئے اور ان کے بال بچوں کی تعلیم و تربیت اور علاج و معالجے کے معقول انتظامات نہیں کئے ہم پولیس کی جائز شکایات جلد دور کریں گے لیکن ساتھ ہی میں پولیس سے کہوں گا کہ وہ اپنے حصے کا کام ٹھیک ٹھیک کریں۔ عام آدمی اور خصوصاً غریب آدمی کی عزت کریں۔ عام آدمی گذشتہ ۲۴ سال سے بے عزت ہو رہا ہے اور اسی وجہ

سے ساری قوم بے عزت ہو گئی ہے میں کسی کی کوئی سفارش نہیں مانوں گا، میرا نہ کوئی رشتہ دار ہے اور نہ ہی کوئی خاندان میرا خاندان پاکستان کے لوگ ہیں اور میرے بچے پاکستان کے تمام بچے ہیں میرے پاس کوئی سفارش کے لئے نہ آئے اور نہ ہی مجھ سے اس قسم کی کوئی امید رکھی جائے۔ اگر میری بیوی اور میرے بچے یہ سمجھتے ہوں گے کہ وہ سفارش سے کوئی کام مجھ سے کرا لیں گے تو وہ غلطی پر ہیں، میں تمام صنعت کاروں اور مزدوروں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ پیداوار میں زیادہ سے زیادہ اضافہ کریں۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ کارخانے بند نہیں ہوں گے اور مزدوروں کے ساتھ کسی قسم کی زیادتی بھی نہیں ہونے دی جائے گی، میں بہت جلد زرعی اصلاحات نافذ کروں گا۔ زرعی اصلاحات دو حصوں میں نافذ کی جائیں گی ضروری حصہ پہلے اور بعد میں دوسرا حصہ۔ ان اصلاحات کے نفاذ یا ان کو غیر موثر بنانے کے لئے جو بھی رکاوٹ پیدا کرے گا اسے سخت سزا دی جائے گی، لیبر لقا مزارعین مزدوروں کے نئے اصلاحات بھی جلد نافذ کی جائیں گی۔ میں چاہتا ہوں کہ زرعی یا صنعتی پیداوار میں کسی قسم کی کمی نہ ہونے پائے۔ اگر کمی ہوئی تو میں ایسی صنعتوں کو قومی ملکیت میں لے لوں گا، میں یہ نہیں چاہتا کہ پاکستان کا روپیہ غیر ملکی کرنسی میں تبدیل ہو کر غیر ممالک میں جائے۔ لہٰذا ایسے تمام لوگوں سے جنہوں نے اس قسم کا روپیہ باہر رکھا ہوا ہے میں کہوں گا کہ وہ چند دنوں میں ایسی رقمیں واپس منگوا لیں۔ میں چند دنوں میں اس بارے میں احکامات جاری کرنے والا ہوں۔ لہٰذا جو لوگ پاکستان کا خون (روپیہ) باہر لے گئے ہیں وہ یہ خون فوراً واپس لے آئیں، لوگوں کو وہ خون چاہیئے ہماری فوجوں کو یہ خون چاہیئے میں کسی کو باہر نہیں جانے دوں گا۔ میں کسی کی خیمی کو نہیں چھوڑوں گا۔ جب تک باہر کے ممالک سے روپیہ پاکستان میں واپس نہ آ جائے میں اس سلسلے میں کمیٹی یا کمیشن بنانے کا قائل نہیں ہوں۔ میں ان لوگوں کو جانتا ہوں جن کے پاس باہر روپیہ ہے، ہمیں ہتھیار ٹینک اور دوسرا سامان خریدنے کے لئے یہ روپیہ چاہیئے، اس لئے یہ روپیہ واپس آ جانا چاہیئے، طلبا میرے بچے ہیں، میں طلباء کا بڑا احسان مند ہوں، طلبا ہی کی مدد کی بدولت میں دو بڑی طاقتوں کی مخالفت کے باوجود کامیاب ہوا، میں انہیں یقین دلاتا ہوں کہ ہم ان کے انتخابات کی سیاست میں دخل نہیں دیں گے۔ ہماری کوئی پارٹی نہیں ہے سب طالب علم ہمارے بچے ہیں میری کوشش یہ ہو گی کہ صوبوں کے نظم و نسق اور انتظام میں کوئی خلا باقی نہ رہے اور صوبوں کے انتظام میں بھی سیاسی اور عوامی نمائندوں کو بالادستی حاصل ہو میں اپنی کابینہ بہت جلد بناؤں گا۔ لیکن یہ کابینہ عارضی ہو گی۔ سب چیزیں فی الحال عارضی ہوں گی۔ مستقل انتظام تب ہو گا۔ جب ملک کا آئین لوگوں کی منظوری کے بعد نافذ ہو جائے گا۔ اس وقت

(باقی صفحہ ۲۶ پر ملاحظہ فرمائیں)

روس سے پہلے سے طے تھا کہ

امریکی بحری بیڑہ کیا کرے گا؟

ہفت روزہ "الفتح" اپنے قارئین کو پاکستان کے سلسلے میں بین الاقوامی دنیا میں ہونے والی سازشوں سے باخبر کرنے کے لئے یہ سلسلہ شروع کر رہا ہے۔

شجاع بخاری ایک کہنہ مشق اور باخبر صحافی ہیں۔ وہ اپنے خصوصی ذرائع، یادداشتوں اور باقاعدہ حوالوں سے اِن سازشوں کا پردہ چاک کریں گے (اِدارہ) ادارہ

شجاع بخاری کے قلم سے

مشرقی پاکستان پر کیا بیتی؟ یہ ایک ایسا سوال ہے کہ آج ملک کا ہر ذی شعور انسان اسی مسئلے کے حل کے لئے ٹامک ٹوئیاں مار رہا ہے لیکن کسی نتیجے پر پہنچا کسی بھی عام انسان کے بس کی بات نہیں۔ کیونکہ اس ایسے میں جہاں اندرونی سیاسی کج رولیوں کا عمل دخل تھا وہیں بین الاقوامی سیاست کی شعبدہ بازیاں بھی کارفرما ہیں۔ بلکہ یوں سمجھنا چاہیئے کہ مشرقی پاکستان بڑی سیاسی طاقتوں کے درمیان سنیڈ وچ بن گیا۔ اگر یہ مسئلہ صرف بھارت اور پاکستان کے درمیان ہوتا تو حالات کچھ اور ہوتے۔ آیئے اب ذرا ان بین الاقوامی سیاسی طاقتوں کے طرز عمل کا جائزہ لے کر اس گتھی کو سلجھانے کی سعی کی جائے تاکہ اصل مسئلہ کھل کر سامنے آسکے۔ اس مسئلے پر آج تک دو بڑی طاقتوں کا رویّہ واضح طور پر سامنے رہا۔ ان میں ایک طاقت روس ہے جس نے کھلم کھلا پاکستان کے خلاف بھارت کی حمایت کی۔ صرف حمایت ہی نہیں کی۔ بلکہ بھارت کے ساتھ فوجی معاہدہ کر کے اپنے یک طرفہ فیصلے کا اعلان کر دیا تھا۔ دوسری طاقت چین کی تھی۔ جس نے پاکستان کی حمایت میں بھارت کو جارح کہا اور روس پر دباؤ ڈالا کہ وہ پاکستان کے خلاف بھارت کے جارحانہ اقدامات کی پشت پناہی چھوڑ دے۔ لیکن یہیں ایک تیسری بڑی طاقت کا رول بھی ہمارے سامنے آجانا چاہیئے۔ یہ بڑی طاقت امریکی سامراج کی ہے۔ جس نے ایک وقت میں واضح طور پر پاکستان کی حمایت کا ڈھونگ رچایا اور ماضی میں پاکستان سے کئے ہوئے معاہدوں کا سہارا لے کر روسی سوشل سامراج کو دبانے کی سعی کی۔ لیکن اندرونی طور پر بھارت سرکار سے بھی دوستی کی پینگیں بڑھاتا رہا اس طرح روس کے مقابلے میں امریکہ دوغلی پالیسیوں کا شکار ہو کر پاکستان دشمنی کا ثبوت پیش کرتا گیا۔

دنیا جانتی ہے کہ روس کی بھارت نوازی بالکل واضح رہی لیکن امریکہ صرف اقوام متحدہ میں قراردادوں کے پیش کرنے کی حد تک واضح طور پر پاکستان کا دوست بنا رہا۔ اور غیر واضح طور پر بھارت سرکار کو مرعوب کرنے کے حربے استعمال کرتا رہا۔ امریکہ کی اس طرح در پردہ پاکستان دشمنی کی بہت سی مثالیں گذشتہ دو ماہ کے حالات سے پیش کی جا سکتی ہیں۔ امریکہ نے سفارتی طور پر بھارت کی حکومت کو اپنے اثر میں لئے رکھنے کی کوششیں جاری رکھیں۔ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں پاکستان دوستی بھی جاری رکھی اور سینیٹ میں امریکی ارباب اقتدار اس قسم کی باتیں بھی برابر کہتے رہے کہ پاکستان سے کئے ہوئے فوجی معاہدوں کا بھی انہیں پاس ہے لیکن امریکہ بھارت میں اپنے سیاسی مفادات سے یکسر دستبردار بھی نہیں ہو سکتا دوسری طرف امریکی چیمبر آف کامرس اپنی حکومت پر بار بار یہ دباؤ ڈالتا رہا کہ پاکستان کے مقابلے میں امریکی ڈالر کا سرمایہ بھارت میں مختلف ترقیاتی کاموں میں لگا ہوا ہے۔ اس لئے امریکی حکومت کو چاہیئے کہ وہ ایسی سیاسی پالیسیاں اختیار کرے جن سے امریکی ڈالر کو نقصان نہ پہنچے امریکی ڈالر پر اس طرح واویلے کا مقصد بھی صاف طور پر سمجھ میں آتا تھا۔ امریکی حکام کو حتمی طور پر یہ خطرہ لاحق تھا کہ کہیں

"روس نے ۱۹۶۵ء میں افغانستان کو پاکستان پر حملہ کرنے کی شہ دی"

بھارت سرکار اپنی ترقی پسندانہ پالیسیوں کی آبرو قائم رکھنے کی خاطر غیر ملکی اثاثوں کو قومیانے کے قانونی اقدامات نہ کر بیٹھے۔ تیسری طرف امریکی سینیٹروں کی ایک بڑی تعداد نے اپنے حکام پر یہ دباؤ ڈالنا شروع کر دیا تھا کہ پاکستان کی خاطر امریکی حکام کیوں ایسی پالیسیاں اختیار کر رہے ہیں۔ جن سے دنیائے حلقوں میں مزید امریکی حکومت کی رسوائیاں ہوں لہٰذا اس لابی نے یہ استدلال اپنایا کہ امریکی حکام کو آج پاکستان کی حمایت کا دورہ ایک دم کیوں پڑ گیا ہے جب کہ مارچ ۱۹۷۱ء سے دسمبر ۱۹۷۱ء تک امریکی حکومت خاموش تماشائی بنی رہی ہے۔ اسی دوران صدر نکسن کی پالیسیوں کی زبردست مخالفت اندرونی اور بیرونی طور پر شروع ہوئی۔ امریکہ میں اندرونی طور پر صدر نکسن کی حزب اختلاف کے ساتھ ساتھ خود ان کے اپنے سینیٹر بھی مخالفت کرتے رہے۔ لیکن امریکی حزب اختلاف نے اس مسئلے کو صدر نکسن کے خلاف آئندہ عام انتخابات جیتنے کا اسٹنٹ بنا لیا بیرونی طور پر برطانیہ نے امریکی پالیسیوں کی زبردست مخالفت کر کے صدر نکسن کے خلاف محاذ بنایا صدر نکسن کو مسٹر ولسن نے بے دماغ سیاستدان کہا اور نیویارک پہنچ گئے تاکہ امریکہ کو پاکستان کے خلاف تیار کریں۔

صدر نکسن تو خود درون خانہ دورخی پالیسیوں پر عمل پیرا تھے۔ انہوں نے بھارت کو فوری جنگ بندی کی ترغیب دے کر ساتویں امریکی بحری بیڑے کو خلیج بنگال کی طرف روانگی کا حکم دے دیا۔ اس بیڑے کی روانگی کا مطلب پاکستان کی امداد کرنا نہیں تھا اور نہ ہی روسی سامراج سے ٹکرانا مقصود تھا۔ اس بات کی وضاحت بعد کو اس بیڑے کے کمانڈر کے ایک بیان سے ہوئی جو پاکستان کے اخبارات کے ریکارڈ پر بھی موجود ہے۔ کمانڈر نے کہا کہ "اب میری حدود خلیج بنگال میں چاٹگام تک پھیل گئی ہیں" امریکہ کی اس دورخی پالیسیوں سے روس بھی چوکنا تھا۔ روسی حکام کو صحیح صحیح اندازہ تھا کہ امریکہ بھارت میں اپنے مفادات کی خاطر بھی کارروائیاں کر رہا ہے۔ اس لئے روس نے ۱۲ دسمبر کو ہی اپنے ایک نائب وزیر مسٹر کزنیٹیوو کو پانچ رکنی وفد لے کر نئی دہلی بھیج دیا تاکہ وہ روسی مفادات کا تحفظ کرے اور دہلی میں ہو کر امریکی بحری بیڑے کی نقل و حرکت اور امریکی سیاسی ہتھکنڈوں سے باخبر رہے اور ضروری اطلاعات روسی حکومت کو فراہم کرے اسی دوران بھارت نے بھی اپنی وزارت خارجہ کے ایک سینیئر افسر دجو بھارتی حکومت کے کہنے کے مطابق مشرقی پاکستان کے مسائل ایکسپرٹ کہلاتے ہیں) مسٹر ڈی پی دھر کو ماسکو روانہ کیا گیا تھا تاکہ وہ روسی حکومت سے رابطہ قائم رکھے لیکن مسٹر دھر نئی دہلی میں مسٹر کزنیٹیوو کے وفد کی موجودگی میں ہی واپس آ گئے تھے ان سب اقدامات سے ظاہر ہے کہ روسی حکومت پر دباؤ ڈالا گیا تھا کہ وہ ڈھاکہ میں فوجیں داخل ہونے تک ایک دفعہ سلامتی کونسل میں پھر ویٹو کا استعمال کر دے۔ بعد کے حالات سے ظاہر ہے کہ ۱۵ دسمبر کی صبح کو ایسا ہی ہوا اور ۱۶ دسمبر کی شام کو بھارتی فوجیں ڈھاکہ میں داخل ہو گئیں، اس خدشہ کا اظہار مسٹر ذوالفقار علی بھٹو دو دن قبل سلامتی کونسل کے اجلاس میں کر چکے تھے۔ قارئین کرام کو یاد ہو گا کہ مسٹر بھٹو نے سلامتی کونسل میں کہا تھا کہ کونسل کے اراکین ڈھاکہ پر بھارتی قبضے کے انتظار میں قراردادوں کی منظوری میں ٹال مٹول کر رہے ہیں اور میں پاکستان کے ٹکڑے ٹکڑے کئے جانے کی کسی بھی کارروائی میں شریک ہو گا

مسٹر بھٹو یہ الفاظ کہہ کر سلامتی کونسل سے واک آؤٹ کر گئے تھے

کوسی جن نے کہا:

"اسٹیل مل لگانے سے پہلے پاکستان یہ سوچے کہ اس کا ملک ایک رہتا ہے یا نہیں"

بہرحال اس سرسری اجمال سے امریکی دورخی پالیسیوں کی ایک تصویر پیش کی گئی۔ اب ذرا روسی سوشل سامراج کے پاکستان دشمن رویئے کا بھی سرسری جائزہ ضروری ہے۔ روس سے پاکستان کی دوستی کی اصل بنیاد جنوری ۱۹۶۶ء میں معاہدہ تاشقند کے زمانے میں پڑی تھی۔ اس معاہدے کا پس منظر بھی آج کے حالات کا ذمہ دار ہے۔ قارئین کرام کو یاد ہو گا کہ ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں جنگ بندی امریکہ نے کرائی تو روس کی حکومت پاک بھارت تعلقات سدھارنے کے چکر میں پڑ کر تاشقند کے معاہدے پر مصر ہوئی۔ روس کا یہ اصرار بین الاقوامی سیاسی برتری حاصل کرنے کے لئے ایک بڑا اہم اقدام تھا۔ شاید روس کو یہ احساس تھا کہ رن کچھ کے پاک بھارت تنازعے میں برطانیہ نمبر لے گیا اور مسٹر ولسن کا معاہدہ سامنے آیا۔ ۱۹۶۵ء کی جنگ میں امریکہ جنگ بندی کا اہل ہوا جبکہ امریکہ اس زمانے میں کھلم کھلا بھارت کی امداد کر رہا تھا امریکی اسلحہ بھی پاکستانی افواج نے بھارتیوں سے برآمد کرایا تھا۔ اب ان حالات میں روس کو معاہدہ تاشقند کی سوجھی اور روس نے ایسے حالات زمانہ جنگ میں ہی پیدا کرائے کہ ایوب خان معاہدہ تاشقند پر مجبور ہوں۔ لہٰذا اس ضمن میں روس نے افغانستان کو شہ دی کہ وہ پاکستانی سرحدوں پر گڑبڑ کرے تاکہ ایوب خان روس کی طرف جھکے۔ بعد کو ایسا ہی ہوا۔ اور ایوب خان معاہدہ تاشقند پر روس جانے سے قبل افغانستان گئے اور بعد کو ایوب خان نے معاہدہ تاشقند کے بارے میں وجہ جواز پیش کرنے کے لئے پاکستان کے بڑے شہروں میں دانشوروں اور سیاسی کارکنوں کی خصوصی محفلوں میں بتایا تھا۔ کہ تاشقند معاہدے سے پاکستان کو کوئی بڑا نقصان نہیں ہوا یہ معاہدہ اس لئے عمل میں آیا کہ اگر ایسا نہ ہوتا تو افغانستان روس کی شہ پر پاکستان پر حملہ آور ہوتا۔ یہ بات آج بھی بہت سے سینوں میں پوشیدہ ہے اور بہت سے ذمہ دار سیاسی افراد کو اپنے ڈرائینگ روموں میں ایسے حقائق پر گفتگو کرتے راقم الحروف نے خود سنا ہے۔ خود ایوب خان بھی یہ بات دانشوروں کو بتا چکے ہیں۔ بہرحال اس معاہدہ تاشقند کے بعد روس چاہتا تھا کہ پاکستان اس کے حلقہ اثر میں رہے ایسا نہ ہو سکا پھر روس نے ہم پر اسٹیل مل لگانے کے لئے امداد دینے کا وعدہ کیا۔ معاملات آگے بڑھے مگر افغانستان کے ذریعے اسٹیل مل کا معاملہ طے نہ ہو سکا تو روس سرکار کی ناراضگیاں بڑھیں، اس ضمن میں یہ بھی معلوم ہوا تھا کہ جب اسٹیل مل کے لئے پاکستان افغانستان سے ہٹ کر روس سے بات کر رہا تھا۔ تو انہی مذاکرات کے دوران ایک ذمہ دار پاکستانی افسر سے روسی وزیر اعظم کوسی گن نے کہا تھا کہ "اسٹیل مل لگانے سے قبل پاکستان حکومت یہ تو سوچ لے کہ اس کا ملک ایک رہتا ہے یا نہیں" اس بات سے روسی عزائم واضح تھے، جو بعد کو اگست ۱۹۷۱ء میں روس اور بھارت کے دفاعی معاہدے کی صورت میں پاکستان کو ختم کرنے کے لئے سامنے آئے، اور آج مشرقی پاکستان پر جو کچھ بیتی ہمارے سامنے ہے۔ (باقی آئندہ)

چین اور بنگلہ دیش

"بنگلہ دیش" کا وہی حشر ہوگا جو تبت میں بھارتی پٹھوؤں کا ہوا تھا

وہاب صدیقی

بھارت نے بنگلہ دیش کی حکومت کو تسلیم کر لیا ہے بنگلہ دیش کے قائم مقام صدر نذرالاسلام، تاج الدین وزیر اعظم مشتاق خوندکر وزیر خارجہ اور منظور احمد وزیر خزانہ مقرر ہوئے ہیں اس نام نہاد حکومت کو تادم تحریر بھارت اور بھوٹان کے علاوہ کسی اور نے ابھی تک تسلیم نہیں کیا۔ حد تو یہ ہے کہ بھارت کا حلیف سوویت یونین جو سلامتی کونسل میں بنگلہ دیش کے نمائندوں کی شرکت پر اصرار کر رہا ہے، نام نہاد بنگلہ دیش کی حکومت کو تسلیم کرنے سے گریز کر رہا ہے۔ عوامی جمہوریہ چین نے پیشن گوئی کی ہے کہ بنگلہ دیش کی اس حکومت کا حشر بھارت میں بننے والی تبت کی جلاوطن حکومت اور منچوریا میں جاپان کی سرپرستی میں بننے والی حکومت جیسا ہوگا۔

چین نے ابتداء ہی سے بنگلہ دیش کے بارے میں واضح اور دو ٹوک موقف اختیار کیا۔ سخت ترین مخالفت کی جب حکومت پاکستان نے مشرقی پاکستان میں فوجی کارروائی کی تو بھارت، سوویت یونین، امریکہ اور برطانیہ نے مداخلت کی، روس کے صدر پوڈگورنی نے صدر یحییٰ کے نام اپنے خط میں حکومت پاکستان کے اقدام پر کڑی نکتہ چینی کی لیکن چین نے مشرقی پاکستان کے بحران کو داخلی معاملہ قرار دیتے ہوئے الزام لگایا کہ مشرقی پاکستان کے بحران میں امریکہ، سوویت یونین نے بھارت سے گٹھ جوڑ کر رکھا ہے۔

چینی کمیونسٹ پارٹی کے ترجمان "پیپلز ڈیلی" نے مشرقی پاکستان کے مسئلہ پر ایک طویل تبصرہ لکھا جس کے اہم نکات یہ ہیں

- پاکستان کے بحران کے معاملے میں امریکہ اور روس نے بھارت سے گٹھ جوڑ کر رکھا ہے۔
- امریکی وزارت خارجہ نے پاکستان کے داخلی معاملات میں ٹانگ اڑانے کی کوشش میں ایک بیان جاری کیا، روس اس سے بھی دو قدم آگے بڑھ گیا۔ اور صدر پوڈگورنی نے صدر یحییٰ کے نام اپنے خط میں حکومت پاکستان پر بڑی گستاخانہ نکتہ چینی کی۔
- بھارتی توسیع پسندوں نے نہ صرف مشرقی پاکستان کی سرحدوں پر اپنی فوجیں جمع کر دی ہیں بلکہ وہ اپنے فوجیوں کو شہری لباس پہنا کر انہیں توڑ پھوڑ اور تخریبی سرگرمیوں کے لئے پاکستان کے علاقے میں بھیج رہا ہے۔
- کیا اس قسم کی مداخلت پاکستان کی سلامتی کے لئے سنگین خطرہ نہیں؟
- پاکستان کے عوام غیر ملکی حملہ آوروں اور مسلح مداخلت کاروں کے خلاف زبردست عزم کے ساتھ جو جدوجہد کر رہے ہیں۔ اس جدوجہد میں انہیں چینی عوام کی بھرپور حمایت حاصل رہیگی

"پیپلز ڈیلی" نے مشرقی پاکستان کے بحران کو پاکستان کا داخلی معاملہ قرار دیتے ہوئے بھارت، سوویت یونین اور امریکی سامراج کی مداخلت کی سخت مذمت کی اور اسے بین الاقوامی آداب اور اقوام کے درمیان تعلقات کے اصولوں کے منافی قرار دیتے ہوئے چیئرمین ماؤزے تنگ کے اس مقولہ کا حوالہ دیا۔

"ہمارا یہ پختہ موقف ہے کہ تمام اقوام کو پانچ مشہور اصولوں (پنچ شیلا) پر عمل کرنا چاہیئے، یعنی ایک دوسرے کی خود مختاری، علاقائی یکجہتی کا احترام مساوات، باہمی مفاد اور پرامن بقائے باہمی، یہی اقوام کے درمیان تعلقات کا معیار ہیں"

۱۱ اپریل ۱۹۷۱ء کو پیکنگ ریڈیو نے مشرقی پاکستان کے بحران کو پاکستان کا داخلی معاملہ قرار دیتے ہوئے بھارت پر مداخلت کا الزام لگایا۔ پیکنگ ریڈیو کے تبصرے کا مکمل متن یہ ہے

"حکومت پاکستان کے متعدد بار احتجاجات کے باوجود بھارتی حکومت نے پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت کو شدید تر کر دیا بھارتی حکومت کا اقدام اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ انصاف پسند ملکوں کو ناراض کیا جائے۔"

"پاکستان کے موجودہ صورت حال میں صدر یحییٰ خان کے متعلقہ اقدامات پاکستان کا داخلی معاملہ ہیں جس میں کسی بھی ملک کو مداخلت کا حق حاصل نہیں، لیکن بھارت کی رجعت پسند جلد بازی میں بہت آگے بڑھ گئے اور اعلانیہ پاکستان کے داخلی معاملات میں مداخلت شروع کر دی، بھارت کے متعدد سرکردہ رہنما جن میں وزیر اعظم، وزیر خارجہ، پارلیمان کے ارکان اور صوبوں کے وزیر اعلیٰ شامل ہیں، پاکستان کے اندرونی معاملات میں مداخلت کی انتہا پسندانہ حد تک پہنچ گئے، بھارتی پارلیمان اور انڈین نیشنل کانگریس نے اعلانیہ اس مسئلے پر گفتگو کی اور پاکستان کے داخلی معاملات میں مداخلت کرنے کے لئے قرار دادیں منظور کیں، بھارتی حکومت نے دو بڑی طاقتوں کے گٹھ جوڑ سے بین الاقوامی مداخلت کے حالات پیدا کر دیئے ہیں، اسی عرصے میں بھارتی رجعت پسندوں نے اپنی پوری پروپیگنڈہ مشینری کو پاکستان دشمن جذبات کو تیز کرنے میں جھونک دیا، بھارت کی تمام مکروہ سرگرمیاں اس کے توسیع پسندانہ منصوبوں کی نشان دہی کرتی ہیں۔"

"اپنے ہمسایہ ملک کے اندرونی معاملات میں مداخلت کا جواز پیدا کرنے کے لئے بھارتی رجعت پسند اس بات پر زور دیتے رہے کہ "پاکستان کی داخلی صورت حال سے بھارت کی سلامتی خطرے میں پڑ گئی ہے یا خطرہ لاحق ہو سکتا ہے۔" بھارت سے یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ کیا یہ پاکستان ہے جو بھارت کی سلامتی کو خطرے میں ڈال رہا ہے؟ یا یہ بھارتی توسیع پسند ہیں جو پاکستان کی سلامتی کے لئے خطرہ بن گئے ہیں؟ جبکہ بھارتی رجعت پسند پاکستان کی موجودہ صورت حال پر انتہائی قابل اعتراض نکتہ چینی کر رہے ہیں، بھارتی حکومت نے مشرقی پاکستان کی سرحدوں پر اپنی فوجیں لگا دی ہیں اور سادہ لباس میں مسلح افراد پاکستان کی سرحدوں میں تخریبی کارروائیوں اور توڑ پھوڑ کے لئے بھیج دیئے ہیں۔ کیا بھارتی حکومت کی اس کارروائی سے پاکستان کی سلامتی کو سنگین خطرہ لاحق نہیں ہے؟

"بھارتی رجعت پسند اس بات کا بھی دعویٰ کر رہے ہیں کہ جغرافیائی حالات نے اس بات کو ناممکن بنا دیا ہے کہ موجودہ صورت حال کو پاکستان کا سادہ سا داخلی معاملہ قرار دیں ایسا استدلال انتہائی غلط اور احمقانہ ہے۔ جغرافیائی اعتبار سے ہر ملک اپنا ہمسایہ ملک رکھتا ہے، اگر بھارتی توسیع پسندوں کا یہ نظریہ مان لیا جائے تو توسیع پسندانہ اور جارحانہ منصوبے رکھنے والے ممالک کو آزادانہ اور اعلانیہ اپنے ہمسایہ ملکوں کے داخلی معاملات میں مداخلت کا حق حاصل ہو جائے گا۔ ایسے حالات میں قوموں کے درمیان معمول کے تعلقات کس نوعیت کے ہوں گے"؟

امریکی وزارتِ خارجہ اور روسی صدر نے پاکستان پر گستاخانہ نکتہ چینی کی

اس بات کو مدّ نظر رکھتے ہوئے کہ دو عالمی طاقتیں بھارتی رجعت پسندوں سے گٹھ جوڑ کر کے پاکستان کے داخلی معاملات میں ٹانگ اڑانے کی کوشش کی. سوویت یونین نے کہیں زیادہ دیدہ دلیری سے یہ حرکت کی کہ صدر یحییٰ کے نام ایک مراسلے میں سوویت یونین کے صدر پوڈ گورنی نے پاکستان کو بھارتی دھمکیوں کے بارے میں کچھ اظہار خیال نہیں کیا. بلکہ اس کے برعکس گستاخانہ انداز میں حکومت پاکستان پر نکتہ چینی کی، وہ اپنے آپ کو پاکستان کے دوست کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں، اور اپنے آپ کو "پاکستانی عوام کے مفادات" کا علمبردار کہتے ہیں، سب جانتے ہیں کہ اگر کسی ملک کی آزادی، اقتدار اعلیٰ، اتحاد اور علاقائی سالمیت کو غصب کر لیا جائے تو عوام کے مفادات میں سے باقی کیا رہ جاتا ہے، سوویت یونین نے چیکوسلوواکیہ کا جو حشر کیا. اس سے نتیجہ اخذ کر کے یہ دیکھنا دشوار نہیں کہ سوویت یونین کے حکمران کس چیز کی حمایت کرتے ہیں. کس کی مخالفت کرتے ہیں اور یہ آخر کار کن لوگوں کا ساتھ دیتے ہیں؛

"عظیم رہنما چیئرمین ماؤزے تنگ نے بتایا ہے" ہمارا یہ پختہ موقف ہے کہ تمام اقوام کو پانچ مشہور اصولوں (پنچشیلا) پر عمل کرنا چاہیئے، یعنی ایک دوسرے کی خود مختاری علاقائی یکجہتی کا احترام، مساوات، باہمی مفاد اور پرامن بقائے باہمی" یہی اقوام کے درمیان تعلقات کا معیار ہیں" اقوام کے درمیان باہمی تعلقات سے عہدہ برآ ہونے کے لئے یہ ایک معیار ہے. جو اپنے خفیہ مقاصد کی تکمیل کے لئے دوسروں ملکوں کے اندرونی معاملات میں مداخلت کرتا ہے اس پاک مقصد تک کبھی نہیں پہنچ سکتا؛

"پاکستانی عوام سامراج دشمنی اور نوآبادیاتی نظام کی مخالفت کی انقلابی روایات کے مالک ہیں، انہوں نے ہمیشہ بیرونی حملہ آوروں اور مداخلت کاروں کے خلاف مسلسل جدوجہد کی ہے. جس میں انہوں نے کبھی ہتھیار نہیں ڈالے چینی حکومت اور عوام ہر حال میں پاکستانی حکومت اور عوام کی اٹل حمایت کرتے رہیں گے. جو اپنی قومی آزادی اور ریاست کے اقتدار اعلیٰ کے تحفظ اور بیرونی حملے اور مداخلت کے لئے جدوجہد کر رہے ہیں؛

ماہ نومبر میں پاکستان کے ایک وفد نے حکومت چین کی دعوت پر چین کا چار روزہ (۵ تا ۸ نومبر ۱۹۷۱ء) خیر سگالی کا دورہ کیا، پاکستانی وفد کے قائد، پاکستان پیپلز پارٹی کے چیئرمین مسٹر ذوالفقار علی بھٹو تھے

۷ نومبر کو گریٹ ہال میں اس وفد کے اعزاز میں ایک استقبالیہ دیا گیا جس میں چین کے قائم مقام وزیر خارجہ کامریڈ چی پنگ فی نے تقریر کرتے ہوئے کہا.

"گذشتہ دنوں سے بھارتی حکومت نے انتہائی بھونڈے انداز میں پاکستان کے داخلی معاملے میں مداخلت کی. تخریبی کارروائیاں جاری رکھیں اور فوجی دھمکیوں کے ذریعے مشرقی پاکستان کے مسئلے کو اپنے مفادات کے لئے استعمال کرنا چاہا. چینی حکومت اور عوام کو برصغیر میں موجودہ صورت حال پر گہری تشویش ہے ہم اس بات پر پختہ یقین رکھتے ہیں کہ کسی ملک کے اندرونی معاملات کو وہاں کے عوام ہی کو حل کرنے کا حق حاصل ہے. مشرقی پاکستان کے مسئلہ کا حل پاکستان کا داخلی معاملہ ہے. پاکستان کے عوام ہی اس کا مناسب حل تلاش کر سکتے ہیں، کسی غیر ملکی طاقت کو کسی بھی بہانہ مداخلت اور تخریبی کارروائیوں کی اجازت نہیں دی جاسکتی، پنچ شیلا کے اصولوں کے تحت چینی حکومت کسی بھی ملک کے داخلی امور میں مداخلت کے خلاف ہے اور اس قسم کی مداخلت کی مخالفت کرتی ہے. اس پر ہمارا پکا اور پختہ یقین ہے. ہمیں یقین ہے کہ پاکستان کے عوام کی اکثریت محب وطن ہے اور ملک کے اتحاد کی ہے، وہ بیرونی مداخلت اور ملک کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے خلاف ہے ہمیں امید ہے کہ پاکستانی عوام اپنے اتحاد کو مزید طاقتور بنائیں گے اور اپنی مشترکہ کوششوں کے ذریعے اپنی مشکلات اور مسائل سے عہدہ برآ ہوسکیں گے ہم نے محسوس کیا ہے کہ بعض مفاد پرست طاقتیں پاکستان کی موجودہ صورت حال سے فائدہ اٹھاتے ہوئے برصغیر میں کشیدگی پھیلانا چاہتی ہیں اور اپنے اس وحشیانہ عمل سے مخصوص مقاصد حاصل کرنا چاہتی ہیں، چینی حکومت اور عوام نے ہمیشہ حکومتوں کے درمیان تنازعات کو باہمی صلاح مشورے نہ کہ طاقت کے ذریعے حل کرنے پر زور دیا ہے"؛

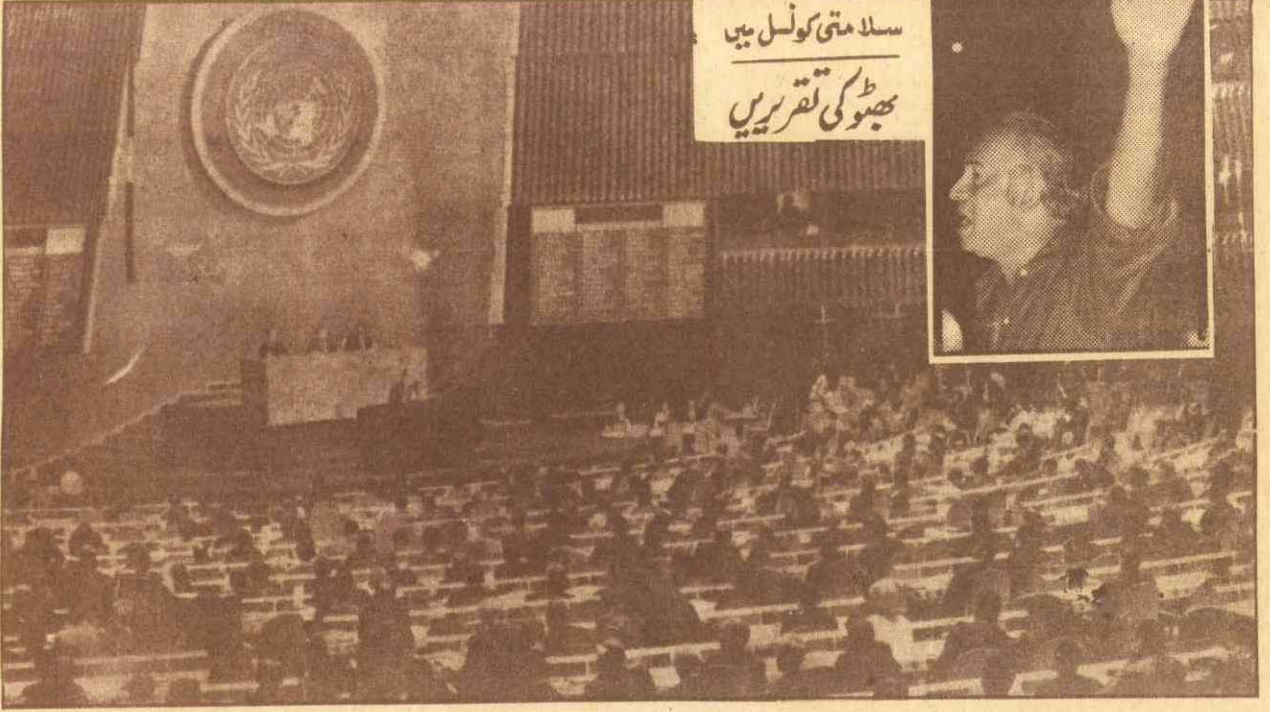
۱۲ نومبر کو اقوام متحدہ میں تقریر کرتے ہوئے چینی مندوب مسٹر فو پاؤ نے برصغیر میں موجودہ کشیدگی کا ذمہ دار بھارت کو قرار دیتے ہوئے کہا کہ "ہم دوسرے ملکوں کے داخلی معاملات میں مداخلت کی چالوں سے بخوبی واقف ہیں. ہمیں تجربہ ہے کہ ایک پڑوسی ملک نے ہمارے ملک کے تبتی علاقہ میں بغاوت کی سازش کی تھی. اور جب چینی عوام نے اسے کچل دیا تو اس سازشی ملک نے ہزاروں چینی باشندوں کو ان کے وطن واپس جانے سے روک کر نام نہاد تبتی پناہ گزینوں کا مسئلہ کھڑا کیا"؛

۳ دسمبر کو چین کی خبر رساں ایجنسی شن وانے پیکنگ ریڈیو کا ایک تبصرہ جاری کیا جس میں نام نہاد بنگلہ دیش کی حقیقت کا پردہ چاک کرتے ہوئے کہا گیا کہ "درحقیقت نام نہاد بنگلہ دیش بھارتی حکومت کی ایک ناپاک چال ہے جس کا مقصد پاکستان کے داخلی معاملات میں مداخلت کرنا اور پاکستان تخریب کاری اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرنا ہے. صدر یحییٰ ۲۶ مارچ کو اعلان کر چکے تھے کہ مشرقی پاکستان میں صورت حال کی ذمہ داری کلی طور سے پاکستان دشمنی اور علیحدگی پسند عناصر پر عائد ہوتی ہے، یہ پاکستان کے داخلی امور میں کھلی مداخلت ہے اور ہماری ملکی سالمیت اور یکجہتی پر حملہ ہے اس کے باوجود بھارت نے نام نہاد بنگلہ دیش حکومت کا ڈھونگ اور تیز کر دیا اور کلکتہ میں اس کی نام نہاد حکومت قائم کر دی. اس کے ساتھ بھارتی حکومت مشرقی پاکستان کے پناہ گزینوں کو ان کے گھروں کو لوٹنے کی اجازت نہیں دے رہی ہے تاکہ پاکستان کے خلاف مہم جاری رکھی جائے، بھارتی حکومت کا یہ اعلان کہ مشرقی پاکستان میں تمام فوجی کارروائیاں نام نہاد مکتی باہنی کر رہی ہے ایک انتہائی مضحکہ خیز دعویٰ ہے"؛

ریڈیو پیکنگ نے ۵ دسمبر کو الزام لگایا کہ بھارت نے پاکستان کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی کارروائیوں کے لئے بنگلہ دیش کی عارضی حکومت قائم کی ہے. اور بھارت کو اس کا مرکز بنایا گیا ہے" ریڈیو نے ایک مضمون میں کہا کہ کئی برسوں سے بھارتی حکومت پاکستان کے داخلی معاملات میں مداخلت کرتی رہی ہے اور اس نے مشرقی پاکستان کی آزادی کے خلاف سازشیں کی ہیں" اس سال کے وسط اکتوبر میں بھارتی حکومت نے نام نہاد بنگلہ دیش کی عبوری حکومت کے قیام کے لئے پاکستان کے کچھ علیٰحدگی پسندوں کو استعمال کیا اور فی الحقیقت یہی عبوری حکومت بھارت کو مرکز بنا کر پاکستان کے خلاف علیٰحدگی کی کارروائیوں میں مصروف ہے"

۵ دسمبر کو اقوام متحدہ میں امریکی تجویز کی مخالفت کرتے ہوئے چینی مندوب کامریڈ ہوانگ ہوا نے کہا "بھارت نے روسی سوشل سامراج کی شہ پر پاکستان کے خلاف یہ جارحیت کی ہے، بھارت اس ناقابل قبول اصول پر عمل کر رہا ہے کہ پناہ گزینوں کی واپسی کے لئے پاکستان پر حملہ کیا جائے. بھارت کو اس بات کا حق نہیں کہ وہ پاکستان کے داخلی معاملات میں مداخلت کرے اپنے دفاع کا جواز پیش کر کے پاکستان پر حملہ کرنا قطعی غیر قانونی حرکت ہے، ماضی میں بھی بھارت نے ۱۹۵۸ء میں تبت کے پناہ گزینوں کی حمایت کی تھی. کیا بھارت پناہ گزینوں کا بہانہ کر کے

باقی صفحہ ۲۶ پر ملاحظہ فرمائیں





اقوامِ متحدہ کو سیکرٹری جنرل کی نہیں

جلّاد کی ضرورت ہے

آج اقوام متحدہ کو ایک وہ صرف طاقت کے بل پر اقوام متحدہ کے رکن ایک ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔

انہوں نے کہا کہ پاکستان آج صرف اپنے لئے نہیں بلکہ ایک بنیادی اصول کے لئے برسرِ پیکار ہے آفتوں کا پٹارہ کھول دیا گیا ہے بھارت سکّم اور بھوٹان کو ہڑپ کر چکا ہے اور اگر پاکستان بھی ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا تو اس کے بعد نیپال، افغانستان سیلون اور ایران کا بھی نمبر ہے۔ بھارت اگر آج کے واقعات کے بل پر بڑی طاقت بننے کا خواب دیکھ رہا ہے تو یہ اس کی بھول ہے وہ بڑی طاقت نہیں بن سکتا۔ کیونکہ اس کی بنیادیں کھوکھلی ہیں اور اس کی پرورش فراڈ، دھوکے اور فریب پر ہوئی ہے اس کو کبھی بھی ایشیا کا داروغہ بننے کی اجازت نہیں دی جا سکتی

انہوں نے کہا کہ بھارت نے طاقت کے بل پر پاکستان کے داخلی امور میں مداخلت کی ہے۔ بنڈونگ کانفرنس کے اصولوں کی دھجیاں بکھیری ہیں لیکن پاکستان کو جو اسلام کی بنیاد پر قائم ہوا ہے یہ سفاک ہمسایہ ختم نہیں کر سکتا۔ پاکستان ایک آئیڈیل ہے اور ہم اس کے لئے ہزار برس تک لڑیں گے

روس کے رویہ پر سخت نکتہ چینی کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ روس پاکستان کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی کوشش میں فریق بن بیٹھا ہے اب وہ کھلم کھلا اور ڈھٹائی کے ساتھ بھارت کی حمایت کر رہا ہے خلیج بنگال کی ناکہ بندی بھی روس کی مدد کے بغیر ممکن نہ تھی۔ جنگ میں بھارت نے جو کامیابی حاصل کی ہے وہ بھی روس کی امداد کا نتیجہ ہے۔ اگر پاکستان کو اس سے آدھا اسلحہ بھی مل جاتا تو ہم آج دہلی میں بیٹھے ہوتے جناب بھٹو نے کہا کہ اصل جھگڑا ۲۵ مارچ کو نہیں اس سال اگست میں شروع ہوا جب بھارت نے غیر جانبداری کا لبادہ اتار کر روس سے معاہدہ کیا تھا۔ یہ جارحانہ معاہدہ تھا اور اس کا مقصد پاکستان کے ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے سوا کچھ نہ تھا۔

روس کے تعلقات چین سے خراب ہیں لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ میرے ملک کے ٹکڑے کر دیئے جائیں، ساتھ ہی انہوں نے یہ اعلان بھی کیا کہ پاکستان کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں تو وہ چین کے ساتھ اپنی دوستی سے دستبردار نہیں ہوگا چین قابل اعتماد دوست ہے۔ چین ایشیا کا قابل اعتماد دوست ہے۔ چین تیسری دنیا کا قابل اعتماد دوست ہے۔ چین کا صرف جرم یہ ہے کہ وہ تیسری دنیا کے ساتھ ہے اس کا جرم صرف یہ ہے کہ وہ اپنے دوستوں کا ساتھ دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمیں چین سے دوستی کی سزا دی جا رہی ہے اور ہمیں ایشیا کا پولینڈ بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے انہوں نے کہا کہ امریکہ نے پاکستان کی حمایت نہیں کی ہے۔ ایک اصول کی حمایت کی ہے اس کی وجہ سے دنیا میں امریکہ کا وقار بڑھے گا

انہوں نے کہا کہ موجودہ تنازعہ میں پاکستان کامیاب ہوگا کیونکہ تیسری دنیا اس کے ساتھ ہے۔ برصغیر کی صورت حال کے بارے میں انہوں نے فرانس اور برطانیہ کے رویے پر کڑی نکتہ چینی بھی کی۔ جو پاکستان کی علاقائی سالمیت اور قومی اتحاد کے سلسلے میں جنرل اسمبلی کی قرارداد کی شکل میں موجود ہے انہوں نے سلامتی کونسل کے ارکان



اقوام متحدہ ایک فراڈ اور فریب ہے

پرزور دیا کہ ۱۰۴ اقوام کی حمایت سے منظور کرنے والی قرارداد پرامن کے لئے متحد ہونے کی اہمیت کو سمجھیں اور اس قرارداد پرعمل درآمد کرائیں یہ قرارداد جسے پاکستان تسلیم کر چکا ہے ۷ دسمبر کو منظور ہوئی تھی اس میں پاکستان اور بھارت سے جنگ بندی اور فوجیں واپس بلانے کے لئے کہا گیا ہے۔ اگر اقوام متحدہ کے بعض ارکان اس توقع پر سلامتی کونسل کی کارروائی کا جھٹکا کرنا چاہتے ہیں کہ بھارت مشرقی پاکستان پر قبضہ کرے تو وہ ایک افسوسناک غلطی کے مرتکب ہو رہے ہیں پاکستان ہرگز ہرگز بھارت کو قابض نہ ہونے دے گا۔ ہم لڑیں گے اور لڑتے رہیں گے اور لڑتے رہیں گے۔ ہم ایک ہزار برس تک لڑتے رہیں گے جناب بھٹو اپنے نقطہ نظر کی وضاحت کے لئے دو گھنٹے مسلسل فی البدیہ تقریر کرتے رہے اس دوران انہوں نے کئی بار میز پر گھونسے مار کر اور اپنے ہاتھ لہرا کر بھی اپنے موقف کی وضاحت کی اور جب انہوں نے اعلان کیا کہ پاکستان کی بہادر افواج اور مشرقی پاکستان کے عوام بھارتی جارحیت کے خلاف اپنی جنگ جاری رکھیں گے تو مہمان کی گیلری سے نعرہ ہائے تحسین بلند ہوئے۔

جناب بھٹو نے کہا کہ اگر مشرقی پاکستان کے عوام پاکستان کے ساتھ نہ ہوتے تو پاکستان کے ہارنے میں کوئی وقت نہ لگتا۔ یہ حقیقت کہ خود بھارت ہی کو پاکستان کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کے مقصد کے حصول کے لئے بڑے پیمانے پر حملہ کرنا پڑا اس امر کی دلیل ہے کہ مشرقی پاکستان کے عوام مملکت پاکستان کے وفادار ہیں جناب بھٹو نے دوسرے ملک کے داخلی امور میں عدم مداخلت کے اصول پر زور دیتے ہوئے کہا کہ دنیا کی سب سے بڑی اسلامی مملکت کو ایک فوجی مشین تباہ کر رہی ہے اور اس کے عوام کا قتل عام کر رہی ہے بھارتی تسلط اور استحصال کے خلاف نبرد آزما ہونے میں مشرقی اور مغربی پاکستان کے مفادات مشترک ہیں ہم اس کے خلاف بھائیوں کی مانند شانہ بشانہ مصروف پیکار ہیں۔ انہوں نے بھارت سے کہا کہ وہ بھی ذرا مستقبل میں جھانک کر دیکھے کہ علیحدگی کے جراثیم کس طرح خود بھارت میں پھیل سکتے ہیں تم بھارتیوں نے پنڈورا کا صندوق کھول دیا ہے جناب بھٹو نے کہا کہ میں سلامتی کونسل میں امن کی بھیک مانگنے نہیں آیا ہوں بلکہ انصاف کے حصول کے لئے آیا ہوں اگر سلامتی کونسل نے کارروائی نہ کی تو ہم آخر دم تک لڑیں گے جناب بھٹو نے کہا کہ یہ لمحہ پاکستان عالمی برادری اور اقوام متحدہ کے لئے نہایت فیصلہ کن اور زبردست اہمیت کا حامل ہے وقت تیزی سے گزر رہا ہے۔

یہ وقت خود مختاری اتحاد اور عالمی امن کو بچانے کا ہے خواہ اس کے لئے ہم انفرادی طور پر کام کریں یا اجتماعی طور پر اس وقت بنیادی مسائل یہی ہیں اس وقت برصغیر انسان کشی کی جنگ میں جل رہا ہے جسے ختم ہونا چاہئے میں یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار ہوں کہ پاکستان سے غلطی ہوئی ہے لیکن انسان غلطیوں سے مبرا تو نہیں۔ لیکن دوسروں نے بھی تو غلطیاں کی ہیں پاکستان اب ان غلطیوں کا ازالہ کرنا چاہتا ہے میں خود کو بھی غلطیوں سے پاک قرار نہیں دیتا لیکن اس وقت کوشش یہ ہونی چاہئے کہ جو کچھ نقصان ہو گیا ہے۔ اس کی تلافی کی جائے اس وقت سب سے پہلا اور بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ آیا اقوام متحدہ یہ بات تسلیم کرتی ہے کہ طاقت کے استعمال سے ایک ملک کے اتحاد کو پارہ پارہ کیا جا سکتا ہے؟

جناب بھٹو نے کہا کہ نسل کشی، غلبہ اور تسلط ممکن نہیں بھارت موجودہ واقعات کی بنیاد پر ایشیا کی بڑی طاقت نہیں بن سکتا۔ کیونکہ ۱۲ کروڑ عوام اس کے خلاف جنگ کریں گے۔ انہوں نے کہا کہ یہ بات میں صرف پاکستان کے بارے میں نہیں بلکہ ایک ایسے بنیادی اصول کے بارے میں کہہ رہا ہوں جو ایشیا، افریقہ اور جنوبی امریکہ کو متاثر کر رہا ہے یہی وجہ ہے کہ جنرل اسمبلی کی قرارداد میں تیسری دنیا نے بھی پاکستان کی حمایت کی ہے مشرقی پاکستان کے عوام نے قیام پاکستان میں ایک نہایت دلیرانہ اور نمایاں کردار ادا کیا ہے اگر بنگالی کے لوگ اس وقت ایک الگ مملکت طلب کرتے تو برطانیہ اسے بھی منظور کر لیتا۔ جناب بھٹو نے کہا کہ آج اقوام متحدہ اور اس کے منشور کو ایک چیلنج کا سامنا ہے۔ یہ ایک اور بنیادی مسئلہ کی بات ہے آج بات پاکستان پر آئی ہے سکم اور بھوٹان کو پہلے ہی ہڑپ کیا جا چکا ہے اور اس کے بعد نیپال کی باری ہے جسے ابھی تک ہڑپ نہیں کیا جا سکا ہے اور پھر سیلون، افغانستان اور ایران کا نمبر ہے۔ بھارت کے وزیر خارجہ نے پاکستان کو حملہ آور قرار دیا ہے لیکن یاد رکھنے کی بات یہ ہے کہ بھارت پاکستان سے پانچ گنا بڑا ہے۔ اس قسم کے الزام کے سلسلے میں ہمیشہ عقل سلیم سے کام لیا جانا چاہئے۔ جناب بھٹو نے کہا کہ یہاں کا پریس اپنے مقاصد کے تحت لڑائی کی گمراہ کن خبریں دے رہا ہے۔ جناب بھٹو نے کہا کہ بھارت کے سابق وزیر اعظم آنجہانی نہرو نے کہا تھا کہ کشمیر ایک متنازعہ علاقہ ہے اور اس کا فیصلہ اس کے عوام کی خواہشات کے مطابق ہوگا لیکن بھارت نے ایسا نہیں ہونے دیا ۱۹۶۵ء کی سلامتی کونسل کی قرارداد کا حوالہ دیتے ہوئے جناب بھٹو نے کہا کہ اگر اقوام متحدہ نے اسی وقت تصادم کے اصل سبب پر توجہ دی ہوتی تو آج یہ جنگ نہ ہو رہی ہوتی اس کے علاوہ ۱۹۶۵ء کی سلامتی کونسل کی قرارداد پر عملدرآمد بھی نہیں کیا گیا اگر بھارت نے میرے ملک کو سول حکومت میں بدلنے کا موقع دیا ہوتا تو آج حالات مختلف ہوتے

میں اس وقت پاکستان کی مصدقہ آواز کی حیثیت سے بول رہا ہوں۔ انتخابات کے بعد مغربی پاکستان میں میری قانونی حیثیت وہی ہے جو مشرقی پاکستان میں مجیب کی تھی جناب بھٹو نے کہا کہ اگر ریاستہائے متحدہ اور چین مذاکرات کر سکتے ہیں تو ایسا ہی برصغیر میں کیوں نہیں ہو سکتا؟ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ بھارت نے پاکستان میں سول حکومت کے قیام سے ایک ماہ قبل حملہ کیا ہے انہوں نے کہا کہ کشمیر کے سلسلے میں سلامتی کونسل نے پاکستان کو دھوکہ دیا ہے میں آج امن کی بھیک مانگنے نہیں آیا ہوں کیا ہوا اگر ڈھاکہ پر قبضہ ہو گیا اگر ایک شہر پر قبضہ ہو جائے گا تو کیا ہو گا کسی لڑائی میں ہارنے کا مطلب یہ تو نہیں کہ ملک ہار گیا مملکت پاکستان قائم رہے گی جناب بھٹو نے کہا کہ بنیادی ضرورت یہ ہے کہ بیرونی مداخلت بند ہو اس مسئلہ میں دوسرا بنیادی اصول جس پر ضرب پڑی ہے وہ دوسرے ملک کے داخلی معاملات میں عدم مداخلت کا ہے بھارتی وزیر خارجہ کی تمام تقریر پاکستان کے داخلی معاملات میں عدم مداخلت کا ہے بھارتی وزیر خارجہ کی تمام تقریر پاکستان کے داخلی معاملات سے تعلق رکھتی ہے یہ پاکستان کے داخلی معاملات میں صریحاً مداخلت ہے اس کے علاوہ بنڈونگ اصولوں کی خلاف ورزی کا مسئلہ بھی ہمارے سامنے ہے بھارت نے پرامن پنچ شیلا کے پانچ اصولوں کی بھی خلاف ورزی کی ہے اس کے علاوہ بھارت نے قانون اور اخلاق کے اصولوں کو بھی پامال کیا ہے بھارت ایک بڑی طاقت کا کردار اختیار کرنا چاہتا ہے لیکن ایسا نہیں ہو سکتا

مبارک ہو آپ کو سلامتی کونسل! میں اپنے ملک لڑنے کے لئے جا رہا ہوں

کیونکہ اس کی بنیادیں ہی کھوکھلی ہیں اس کی پرورش ہی دھوکہ فراڈ اور فریب پر ہوئی ہے بھارت برصغیر کا داروغہ بننا چاہتا ہے لیکن وہ ایسا نہیں کر سکتا کیونکہ امریکہ بھی پورے براعظم ایشیا کا داروغہ نہیں بن سکا ہے۔

مشرقی پاکستان نہیں کشمیر

جناب بھٹو نے کہا کہ مشرقی پاکستان میں حق خود ارادیت کا کوئی مسئلہ نہیں کیونکہ یہ علاقہ پاکستان کا ایک جزو لاینفک ہے مزید براں اگر بھارت حق خود ارادیت کا حامی ہوتا تو اسے یہ فیصلہ کرنے کا حق کشمیری عوام کو دینا چاہیئے تھا کہ وہ بھارت کے ساتھ شامل ہونا چاہتے ہیں یا پاکستان کے ساتھ پاکستان نے اپنے مستقبل کا فیصلہ ۱۹۴۷ء میں کیا تھا اور مشرقی پاکستان نے پاکستان کا ایک حصہ بننے کا فیصلہ بھی اسی وقت کیا تھا جناب بھٹو نے کہا کہ بھارت نے مادر مملکت کا جو تصور پیش کیا ہے اگر اس کا کوئی وجود ہے تو پھر مشرقی پاکستان مادر مملکت ہے کیونکہ پاکستانیوں کی اکثریت مشرقی پاکستان میں آباد ہے انہوں نے مزید کہا کہ بڑی طاقتوں کی سیاست سلامتی کونسل میں تو چل سکتی ہے لیکن جنرل اسمبلی میں نہیں۔ اسمبلی میں غریب عوام کو بھی لب نے کا حق ہوتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ جنرل اسمبلی میں اقوام متحدہ کے ارکان کی بھاری اکثریت نے ۱۰۴ ووٹوں سے پاکستان کے اتحاد و سالمیت اور یکجہتی کے حق میں فیصلہ سنایا ہے جناب بھٹو نے کہا کہ چین اور امریکہ نے اس بنیادی سچائی کی حمایت کی ہے انہوں نے کہا کہ جنرل اسمبلی دنیا بھر کے آواز ہے اور سلامتی کونسل اس آواز کو نظر انداز نہیں کر سکتی کونسل کو دنیا بھر کے عوام کا یہ فیصلہ قبول کر کے اسے عملی جامہ پہنانا چاہیئے انہوں نے مزید کہا کہ عوامی لیگ نے اپنی انتخابی مہم میں صوبے کی علیحدگی کا نہیں خود مختاری کا مطالبہ کیا تھا مغربی پاکستان میں بھی ایسا ہی ایک پلیٹ فارم موجود تھا۔ پاکستان کے لئے بہترین طریقہ یہی تھا کہ وہ ایک وفاقی مملکت بن جائے لیکن انتخابات کے بعد بین الاقوامی ریشہ دوانیوں نے صوبائی خود مختاری کے مطالبے کو علیحدگی کے مطالبے میں تبدیل کر دیا جناب بھٹو نے کہا کہ میں ایک پاکستان کے دائرے میں رہتے ہوئے خود مختاری کی حدود پر گفتگو کرنے کو تیار ہوں لیکن مشرقی پاکستان کے عوام کی امنگوں کی ترجمانی کا حق بھارت کو نہیں دیا جا سکتا۔

ازبکستان کیوں نہیں؟

پاکستان کے نامزد نائب وزیر اعظم نے کہا کہ بھارت کو آج پر ہی نہیں آنے والی کل پر بھی نظر رکھنی چاہیئے علیحدگی کا عمل کل بھارت میں بھی شروع ہو سکتا ہے بھارت نے ٹڈی دل کے چھتے کو چھیڑ دیا ہے یہ عمل آگے بڑھ کر کل یوگوسلاویہ چیکوسلواکیہ ویلز اسکاٹ لینڈ اور پورے افریقہ کو اپنی لپیٹ میں لے سکتا ہے بنگلہ دیش صرف پاکستان میں ہی نہیں بنے گا یہ دنیا کے چپے چپے پر بنے گا افریقہ میں بھی اور لاطینی امریکہ میں بھی بلکہ دنیا میں کوئی جگہ اس سے محفوظ نہیں رہے گی اس کی زد میں بڑی طاقتیں بھی آ سکتی ہیں۔ بنگلہ دیش ازبکستان میں بھی بن سکتا ہے جناب بھٹو نے کہا سلامتی کونسل کو مغربی ملکوں کے اخباری نمائندوں کی رپورٹوں سے دھوکہ نہیں کھانا چاہیئے۔ ہم شکست نہیں کھا رہے ہیں بھارت کبھی پاکستان پر قبضہ نہیں کر سکتا جناب بھٹو نے کہا کہ پاکستان بھارت کے ساتھ بات چیت کا خواہشمند تھا لیکن بھارت نے اس کی بجائے پاک بھارت تعلقات میں ایک نئے باب کا اضافہ کر دیا۔ اس نے اگر نو مہینے تک انتظار کیا تو صرف اس لئے کہ وہ مداخلت کاروں اور گوریلوں کو تربیت دے رہا تھا۔ بھارت کے بنگلہ دیش میں بھارتیوں کے بقول ۹۰ لاکھ پناہ گزین موجود ہیں پاکستان کو اس پر افسوس ہے۔ لیکن ہم انہیں واپس لینے کو بھی تیار ہیں جناب بھٹو نے کہا کہ پاکستان میں سویلین حکومت بننے کے بعد میں

میں یہاں

ہتھیار ڈالنے

نہیں آیا

پناہ گزینوں کے کیمپوں میں بھی جانے کو تیار رہوں اس کام کے لئے ہمیں صرف چار ہفتے درکار تھے۔ انہوں نے کہا کہ بھارت کا مقصد عوام کی مدد کرنا نہیں بلکہ وہ پاکستان کی داخلی مشکلات سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے ۲۵ مارچ سے پہلے بھارت نے لاہور میں طیارے کے ایک اغوا کا ناٹک کھیل کر کے مشرقی اور مغربی پاکستان کے درمیان فضائی آمد و رفت بند کر دی تھی اس کی وجہ یہ تھی کہ بھارت میرے اور شیخ مجیب الرحمن کے درمیان ہونے والے مذاکرات سے خوش نہیں تھا اس طرح مشرقی اور مغربی پاکستان کے درمیان سیاسی مذاکرات روک دیئے گئے کیونکہ بھارت پاکستان کو متحدہ دیکھنا نہیں چاہتا تھا

روس اور برطانیہ کی ثالثی

جناب بھٹو نے کہا کہ پاک ہند تنازعات میں معاہدہ تاشقند تک کافی سے زیادہ غیر ملکی مداخلت ہوتی رہی ہے جب کہ دراصل دونوں ملکوں کو خود ہی باہمی تصفیہ کی کوششیں کرنی چاہیئے انہوں نے کہا کہ رن کچھ کے تنازعہ میں برطانوی ثالثی اور معاہدۂ تاشقند میں روس کا کردار پاکستان کی موافقت میں نہ تھا لیکن اس کے باوجود میرے ملک نے ان ثالثانہ مساعی کو امن کی خاطر تسلیم کر لیا تھا۔ اعلان تاشقند تو اسی حد تک بھارت کے حق اور اس کی موافقت میں تھا کہ وزیر اعظم آنجہانی شاستری فرط مسرت و شادمانی سے ہلاکت تک ہو گئے، لیکن اس سبب کے باوجود بھارت کا رویہ پاکستان سے معاندانہ اور مخاصمانہ ہی رہا۔

ہم بھارت اور روس دونوں سے برسر پیکار ہیں

نائب وزیر اعظم پاکستان نے اس مرحلہ پر اعلان کیا کہ آج میرا ملک صرف بھارت ہی کے خلاف نبرد آزما نہیں ہے بلکہ دراصل وہ بھارت اور ایک اور عظیم طاقت کے مشترکہ خطرہ کا عملاً سامنا کر رہا ہے، یہی وجہ ہے کہ بھارت نے عالمی ادارے کی جنرل اسمبلی کی قرار داد کو اتنی حقارت کے ساتھ مسترد کر دیا ہے، جناب بھٹو نے کہا کہ پاکستان نے بھارت کے اس عظیم اور طاقتور ساتھی سے جو ہمارا پڑوسی بھی ہے کبھی کوئی برائی یا زیادتی نہیں کی ہے، بلکہ ہم نے ایک اس سے بھی عظیم تر طاقت کی ناراضگی کا خطرہ تک مول لے کر روس سے اچھے تعلقات قائم کرنے کی مثبت مساعی کی ہیں

کریملن نے کہا تھا!

وزیر خارجہ پاکستان نے سلامتی کونسل کو بتایا کہ روس نے ہم سے کہا تھا کہ اگر پاکستان ان فوجی معاہدات سے جنہیں وہ (روس) اپنے خلاف سمجھتا ہے لاتعلق سا ہو جائے تو اسلام آباد اور ماسکو میں بہتر اور نئے تعلقات قائم ہو سکتے ہیں، انہوں نے کہا کہ پاکستان "طاقت کی سیاست" میں دلچسپی ہی نہیں لیتا ہے لہٰذا ہم یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ سوویت یونین ہماری تباہی کے درپے کیوں ہے؟ بہر حال میں اس مرحلہ پر ان تفصیلات میں نہیں جاؤں گا کہ ہمارا ایک تباہ کن بحری جہاز کس طرح تارپیڈو کا نشانہ بنایا گیا۔ جناب بھٹو نے کہا کہ روسی صدر اور وزیر اعظم

پاکستان میں جمہوری حکومت ہو



ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالنے پر تل جائے نائب وزیر اعظم نے کہا کہ پاکستان کو اگر ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیا گیا۔ تب بھی وہ عوامی چین کی دوستی سے دستکش نہیں ہوگا۔ کیونکہ "عوامی چین ہمارا قابل اعتماد دوست ہے، عوامی چین ایشیا کا قابل اعتماد دوست ہے" پیکنگ کا جرم یہی ہے کہ وہ ہمیشہ اصولوں پر ڈٹا رہا ہے اور اس کا اصل جرم یہ ہے کہ اس نے ہر مرحلہ پر اپنے دوستوں کا حق دوستی ادا کیا ہے، جناب بھٹو نے کونسل کے اراکین کو بتایا کہ پاکستان کو ان دو راہوں میں سے ایک منتخب کر لینے کو کہا گیا تھا کہ "یا تو پیکنگ سے اپنے تعلقات بگاڑ لو یا اپنے ٹکڑے ٹکڑے کرانے پر تیار ہو جاؤ"۔ ! مقصد یہ تھا کہ بعد ازاں ساری دنیا سے کہا جائے "دیکھ لو سوویت یونین اور عوامی چین کے دوستوں کے حشر میں کتنا فرق ہے"! جناب بھٹو نے کہا کہ ہمیں "ایشیا کا پولینڈ" بنایا جا رہا ہے، دوسری جنگ عظیم سے ذرا پہلے سوویت روس اور نازی جرمنی میں ایک باہمی معاہدہ ہو گیا تھا۔ اور اس کے نتیجہ میں پولینڈ پر تباہی آئی، ۱۹۷۱ء میں بھارت اور سوویٹ روس معاہدہ ہوا اور اب اس کے نتائج پاکستان بھگت رہا ہے انہوں نے کہا کہ امریکہ نے پاکستان کی مدد نہیں کی بلکہ ایک اصول کے حق میں آواز اٹھائی ہے اور یہی سبب تھا کہ پاکستان امریکہ کے ساتھ منگار ہا اس اقدام سے پوری دنیا میں امریکہ کا وقار بڑھ جائے گا۔

فرانس سے مجھے دکھ پہونچا ہے

جناب بھٹو نے کہا کہ فرانس اور پاکستان کے تعلقات خوشگوار ہیں لیکن فرانس کے آج کے رویہ سے مجھے دکھ پہنچا ہے فرانس کو علاقائی استحکام اور سالمیت اخلاقی حیثیت سے اختیار کرنی ہوگی، انہوں نے کہا کہ فرانس کے صدر ڈیگال نے کینیڈا میں فرانسیسی اکثریت کے صوبے میں کیوبک زندہ باد کا نعرہ لگایا تھا تو پوری دنیا ہتھیار اٹھا کر کھڑی ہو گئی تھی حالانکہ جو کچھ بھارت پاکستان کے ساتھ کر رہا ہے اس کے مقابلے میں وہ کچھ بھی نہ تھا انہوں نے فرانس سے اپیل کی کہ وہ ایک موثر اور مثبت کردار ادا کرے۔

برطانیہ کا بھی ہاتھ ہے

برطانیہ کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ آج جو بحران ہے اس میں کسی حد تک برطانیہ کا بھی حصہ ہے، انہوں نے کہا کہ برطانیہ کو چاہیئے کہ ۱۹۴۷ء میں جس پاکستان کا اس نے فیصلہ کیا تھا اب اس کی حفاظت بھی کرے۔ انہوں نے کہا کہ تیسری دُنیا اس کے ساتھ ہے

سنہرا بنگال ہمارا ہے

جناب بھٹو نے کہا کہ بھارت کے وزیر خارجہ نے کہا ہے کہ مغربی پاکستان نے مشرقی پاکستان کا استحصال کیا ہے، انہوں نے کہا کہ یہ استحصال سوشل سسٹم کے ذریعہ ہوا ہے ان کی پارٹی نے اس کو تسلیم کر لیا ہے اور اب وہ اسکو تبدیل کرنا چاہتی ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ کوئی دوسرا ملک پاکستان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے اسے تباہ کر دے، بھارتی حکومت کے نام نہاد بنگلہ دلیش کے نمائندے کو سننے کے مطالبے کا ذکر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ صوبائی حکومتوں اور دوسری طاقتوں کے موکلوں کو کونسل میں نمائندگی نہیں دی جا سکتی۔ انہوں نے کہا کہ بھارت سے وہ بھی چند لوگوں کو لا کر یہ کہہ سکتے ہیں کہ کونسل میں انہیں بھی سنا جائے بھارتی وزیر خارجہ سے مخاطب ہوتے ہوئے انہوں نے کہا کہ "سنہرا بنگال" پاکستان کا ہے سورن سنگھ جی تم اسے ہم سے کبھی نہیں لے سکتے"۔



دوسری تقریر

۱۵ دسمبر ۱۹۷۱

یہ اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کے اجلاس میں جناب بھٹو کی دوسری تقریر ہے جو ۱۵ دسمبر ۷۱ء کو کی گئی۔ اس اجلاس میں برطانیہ اور فرانس کی وہ مکارانہ قرارداد زیر غور لائی جا رہی تھی۔ جس میں انتہائی عیاری سے پاکستان کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی منظوری لی جا رہی تھی۔ اس سے قبل یہ تقریر ہوئی۔ پاکستان کے نامزد نائب

دونوں نے ہمیں پیغامات بھیجے تھے کہ پاکستان کے سیاسی ڈھانچہ کا تعین بھارت یا روس کا کام نہیں ہے، لیکن اب روس پورے ننگے پن کے ساتھ بھارت کی حمایت کر رہا ہے جناب بھٹو نے اعلان کیا کہ خلیج بنگال کی ناکہ بندی روس کی شرکت و حمایت کے بغیر بھارت کے بس کی نہیں تھی، اور بھارت نے جو بھی فوجی بالادستی حاصل کر لی ہے وہ روس کی امداد کے بغیر ممکن ہی نہ تھی ۶۲ء میں عوامی چین کے خلاف جارحیت کے ارتکاب سے پہلے تک بھارت ایک عدم وابستہ ملک تھا، لیکن اس نے اس کے بعد بھی اپنی دوغلی پالیسی کے بل پر خود کو عدم وابستہ مشہور کرائے رکھا تاہم ۹ اگست ۱۹۷۱ء کو روس سے ایک معاہدہ کر لینے کے بعد اس نے کھل کر عدم وابستگی کو ترک کر دیا اور سوویت روس کی جانب سے بھارتی عدم وابستگی کی قیمت اب پاکستان کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے ختم کر ڈالنے کی صورت چکائی جا رہی ہے، اصل خرابی ۵ مارچ کو نہیں ۹ اگست سے شروع ہوتی ہے۔

ہم آج دلی میں ہوتے

جناب بھٹو نے کہا کہ اگر پاکستان کے پاس ان ہتھیاروں کا نصف حصہ بھی ہوتا جو روس نے بھارتی سورماؤں کو دیئے ہیں، تو ہم آج نئی دلی میں ہوتے۔ روسی بھارتی معاہدہ اصل میں جارحیت کا معاہدہ ہے پاکستان نے روس کے خلاف کبھی بھی کچھ نہیں کہا ہے۔ پاکستان روس اور چین دونوں سے عمدہ تعلقات کا متمنی ہے۔ اگر سوویت یونین کے تعلقات پیکنگ سے خراب ہیں تو اس کا مطلب یہ تو ہرگز نہیں ہونا چاہیئے کہ پاکستان کو

ہوتی تو یہ حالات پیدا نہ ہوتے



وزیر اعظم اور وزیر خارجہ جناب ذوالفقار علی بھٹو آج انتہائی برہمی کے عالم میں سلامتی کونسل کی ایک دستاویز کو پھاڑ کر تیزی سے لپکتے ہوئے سلامتی کونسل سے واک آؤٹ کر گئے۔ انہوں نے اس موقع پر اعلان کیا کہ میں پاکستان کو مشروط طور پر مطیع بنانے کی سازش میں فریق نہیں بن سکتا، سلامتی کونسل کی قرارداد کے مسودے کو پرزے پرزے کر کے ۱۵ اقوام پر مشتمل سلامتی کونسل کے چیمبر سے باہر نکلتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اقوام متحدہ کو سیکرٹری جنرل کی نہیں، چیف جلاد کی ضرورت ہے۔ انہوں نے کہا کہ آخر میں یہاں اپنا وقت کیوں ضائع کروں میں واپس اپنے وطن جاؤں گا اور لڑوں گا۔" قبل ازیں جناب بھٹو نے جذبات سے بھرآئی ہوئی آواز میں پوری شدت سے کہا، سلامتی کونسل نے پاکستان کو بچانے کے لئے کچھ نہیں کیا۔ یہ کہہ کر انہوں نے سلامتی کونسل کے ایجنڈے کو پرزے پرزے کر دیا۔ اور کمرے سے باہر آگئے، پاکستانی وفد بھی ان کے پیچھے پیچھے کمرے سے باہر آگیا سلامتی کونسل سے باہر آنے سے قبل انہوں نے کہا ممکن ہے سلامتی کونسل میں یہ میری آخری تقریر ہو۔

جناب بھٹو کی یہ تقریر انتہائی تلخ اور حقیقت پسندانہ تھی، جس میں انہوں نے نہایت شدت کے ساتھ اقوام متحدہ پر نکتہ چینی کی اور کہا کہ اقوام متحدہ کو سیکرٹری جنرل کی نہیں ایک چیف جلاد کی ضرورت ہے یہ ادارہ واقعات کے سنگین حقائق چھپانے کی کوشش کر رہا ہے میں پاکستان کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے اور اس کو مشروط طور پر مطیع بنانے میں فریق نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد جناب بھٹو نے برطانیہ اور فرانس کی ریشہ دوانیوں پر نکتہ چینی کرتے ہوئے کہا کہ یہ وہ ممالک ہیں جنہوں نے جنگ بندی کی قرارداد پر اس وقت ووٹ نہیں دیا جب یہ اپنا اثر ورسوخ استعمال کر کے معاملات کا رخ بدل سکتے تھے۔ ان ممالک نے ایک خاص کردار ادا کرنے کے لئے ووٹ نہیں دیا تھا۔ اور اب ان کا واحد کردار یہی ہے کہ حالات کو جوں کا توں طے شدہ امر کے طور پر قبول کر لیا جائے۔ جناب بھٹو نے اس کے بعد بھارت کے سکھ وزیر خارجہ سردار سورن سنگھ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا جو ان کے مقابل بیٹھا تھا۔ "تمہارے لئے بھارت کا وزیر خارجہ بننے سے بہتر ہے کہ کسی آزاد ملک میں دربانی کرو"۔ پھر جناب بھٹو نے کہا مشرقی پاکستان کا سقوط ہونے دیجئے مغربی پاکستان کا بھی سقوط ہونے دیجئے کوئی پرواہ نہیں، پاکستانی ایک ہزار برس تک لڑنے کے لئے تیار ہیں۔ انہوں نے سلامتی کونسل کی مذمت کی کہ وہ بھارتی جارحیت کے خلاف کارروائی کرنے میں ناکام ہو گئی ہے اور اس طرح اس نے پاکستان کی تمام امیدیں ختم کر دی ہیں۔ میں یہاں ہتھیار ڈالنے نہیں آیا۔ اگر سلامتی کونسل مجھے ہتھیار ڈالنے میں فریق بنانا چاہتی ہے تو میرا جواب ہے "ہرگز نہیں کسی حالت میں نہیں"۔

سلامتی کونسل کا یہ اجلاس جناب بھٹو کی درخواست پر طلب کیا گیا۔ جناب بھٹو نے کہا اقوام متحدہ ایک فراڈ اور فریب ہے۔ یہ ادارہ فیشن ہاؤس میں تبدیل ہو گیا ہے۔ یہ ادارہ ایسے گھناؤنے حقائق کا فیشن ہاؤس ہے جن کو چھپایا نہیں جا سکتا۔ آپ لوگوں کو سیکرٹری جنرل کی ضرورت نہیں۔ آپ لوگوں کو جلاد کی ضرورت ہے۔" اقوام متحدہ نے صرف ایک مقصد کے تحت معاملات کو چار دن طول دیا ہے اور مقصد صرف ڈھاکہ کا سقوط تھا۔ جناب بھٹو نے کہا میری حکومت کونسل کے کسی فیصلے کی پابند نہیں ہو گی۔ اگر آپ نے ہمارے لئے ذرا بھی گنجائش رکھی ہوتی تو آپ بھی اس سمجھوتے کے فریق ہو سکتے تھے۔

سلامتی کونسل سے واک آؤٹ کر کے جناب بھٹو نے اقوام متحدہ سے باہر آتے ہوئے دروازے پر رک کے اور اخبار نویسوں سے گفتگو کرتے ہوئے کہا میں دو تین دن اور نیویارک میں رہوں گا، اور امریکی عوام کو بتاؤں گا کہ ان کی حکومت نے سلامتی کونسل میں بھارت کی حمایت میں روسی موقف کے خلاف کتنا عظیم موقف اختیار کیا ہے۔ جناب بھٹو نے کہا آج صبح میں نے سلامتی کونسل کے ارکان سے گڑگڑا کر درخواست کی انہیں بتایا کہ مشرقی پاکستان کا دارالحکومت ڈھاکہ خون میں نہا رہا ہے۔ وہاں دست بدست لڑائی ہو رہی ہے ہزاروں لوگ مر رہے ہیں۔ لیکن یہ کونسل صرف اس مسئلہ پر غور کر رہی تھی کہ آیا وہ اپنا اجلاس دو گھنٹے کے لئے ملتوی کرے یا تین گھنٹے کے لئے جناب بھٹو نے کہا ہم بھارت کے سامنے ہتھیار ڈالنے پر ہرگز آمادہ نہیں ہوں گے۔ ہمارے خاک چھاننے کی بات سننے کی بجائے اپنے ملک کے احساسات کا اظہار کیا ہے ہم سے زمین پر ناک رگڑنے کے لئے کہا جا رہا تھا اب مجھے پاکستان واپس جانا ہے۔ میں وہاں کے عوام کا لیڈر رہوں۔ دریں اثنا ایک برطانوی ترجمان نے کہا ہے کہ فرانس اور برطانیہ کونسل میں ایک ایسی قرارداد پیش کرنا چاہتے ہیں۔ جس میں "موجودہ صورتحال" کے حقائق کو سامنے رکھتے ہوئے سیاسی حل پر زور دیا گیا ہو۔ اس قرارداد کا ایک اور اہم نکتہ مشرقی اور مغربی پاکستان میں جنگ بندی، جنیوا کنونشن کا احترام اور اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل کے اثر ورسوخ کا استعمال ہے۔ قرارداد میں فوجوں کی واپسی کا کوئی ذکر نہیں۔

مزید تفصیلات

سلامتی کونسل میں واک آؤٹ سے پہلے تقریر کرتے وقت پاکستان کے نائب وزیر اعظم اور وزیر خارجہ کی آنکھوں میں آنسو تیر رہے تھے۔ انہوں نے شدید جذبات سے بھرائی ہوئی آواز میں کہا کہ میں بحرانوں کا آدمی ہوں میں بحرانوں سے نہیں ڈرتا مجھ پر کئی بار قاتلانہ حملے ہوئے لیکن میں نہیں گھبرایا میں اب بھی پرعزم ہوں لیکن آپ کی سلامتی کونسل سے جا رہا ہوں میں یہاں ایک لمحہ بھی مزید رکنے کو اپنے ملک اور عوام کی توہین سمجھتا ہوں آپ یہاں بیٹھ کر جارحیت اور دوسرے ممالک پر بزور طاقت قبضہ کی کارروائیوں کو جائز قرار دینے کے لئے سمجھوتے کرتے رہیئے لیکن میں اس میں شریک نہیں ہو سکتا میں اپنے ملک واپس جا کر لڑوں گا۔ جس وقت پاکستانی وزیر خارجہ یہ جذباتی تقریر کر رہے تھے، سلامتی کونسل کے تمام ارکان سکوت کے عالم میں بیٹھے سنتے رہے انہوں نے کہا کہ اب وقت آگیا ہے کہ سچ بولا جائے چاہے آپ اسے پسند کریں یا نہ کریں پاکستان سلامتی کونسل سے یہ توقع رکھتا تھا کہ وہ اصولوں پر عمل کرے گی اور ہمارے عوام کے خلاف ننگی اور سفاکانہ

باقی صفحہ ۲۶ پر ملاحظہ فرمائیں



پاک فوج کو حقیر نذرانہ

پاکستان کی سرحدوں پر بھارت کی ناپاک نظریں جمی ہوتی ہیں۔ مانگے کا اسلحہ ڈھیروں جمع ہے لیکن شجاعت اور مردانگی نہ ادھار مانگی جا سکتی ہے اور نہ بطور امداد مل سکتی ہے مگر پھر بھی بھارت کے پٹے پٹاتے مہرے پاکستان کے جیالوں اور سرفروشوں کو مسلسل گیدڑ بھبکیاں دے رہے ہیں۔

ہماری افواج سرحدوں کی جانب رواں دواں ہیں۔ اللہ اکبر کے نعرے اور نعرۂ حیدری کی گونج ان کے بلند عزائم کو صیقل کر رہی ہے اور ہم سوچ رہے ہیں کہ ہم، جن کی حفاظت موت کرتی ہے۔ انہیں امام ضامن باندھیں یا نہیں۔ اس لئے کہ جہاد پر جانے والے غازی بن کر لوٹتے ہیں یا شہید کی زندگی پا لیتے ہیں۔

خراجِ عقیدت

ہم سوچ رہے ہیں کہ :
انہیں کیا خراجِ عقیدت پیش کریں کہ وہ اس سے بے نیاز ہیں۔ مگر ان ماؤں کو سلام جن کے جگر گوشے اسلام اور پاکستان کے لئے صف بستہ ہوتے۔ ان بیویوں کو سلام جن کا سہاگ کفن بردوش ہے۔ ہم بھی کتنے کم مایہ ہیں کہ ہم کچھ نہیں کر سکتے لیکن پھر ایک حقیر سا نذرانہ ان کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہے ہیں۔ اور یہ کہنے کی جراٴت کرتے ہیں کہ

بوستانِ رضا

میں جن فوجیوں نے پلاٹ بک کرائے ہیں جہاد سے لوٹنے کے بعد اُن سے پلاٹوں کی مزید

کوئی قیمت نہیں لی جائے گی

اور اگر شہادت کا تاج انہوں نے پہن لیا تو ان کے وارثوں کو نہ صرف یہ کہ پلاٹ دیئے جائینگے

بلکہ اتنا روپیہ بھی دیا جائے گا کہ وہ اس پر مکان تعمیر کر لیں

"گر قبول افتد زہے عز و شرف"

سلمان لمیٹڈ ۱۱۴۔ محبوب چیمبرز۔ صدر کراچی۔ فون نمبر ۵۱۶۳۸۹

افسانہ

قبر



ہنری گرین برگ

ترجمہ: عبدالمجیب خاں

قبر کے اطراف میں دور تک، خاموشی کی عمیق فضا طاری تھی۔ قبر کے آس پاس کہیں کہیں شاہ بلوط اور یوکلپٹس کے لمبے لمبے درختوں کی پتیاں خاموشی کی عمیق فضا میں سرسراہٹ پیدا کر رہی تھیں: "پورے قبرستان میں صرف ایک قبر۔ یقیناً اب دوسری قبر میری ہوگی۔ صرف میری ہی نہیں بلکہ میرے پورے خاندان کی قبریں اس ایک قبر کے ساتھ ساتھ ہوں گی اور میری قبر اس قبر سے زیادہ خوبصورت ہوگی۔ میں اپنے عہد سے اپنے عزم سے کسی دباؤ میں آکر نہیں ہٹوں گا۔ نہ ہی میں کسی سے شرطیں لگا کر اپنے آپ کو محدود کرنا چاہتا ہوں۔ میری قسمت میرا فیصلہ کرے گی۔ ہم میں سے بہت سے لوگ ذی عقل ہیں یعنی دوسرے الفاظ میں ان کے ذہنوں میں اول فول قسم کی بے شمار رسومات نے گھر کر رکھا ہے"۔

"مجھے یقین ہے۔ تم یہاں جس مقصد کے لئے آئے ہو، اس میں کامیاب نہیں ہو سکو گے۔ کیونکہ میرا اور ان کا اس میں کوئی زیادہ نقصان نہ ہوگا۔ میں تو پیدا ہی ہوا ہوں اس قبر کو استعمال کرنے کے لئے، مجھے تو یہاں تک یقین ہے کہ تم سوچتے ہو کہ زمین کہ اس ٹکڑے کو بار بار کھودو، لیکن نہیں اس میں سے کچھ نہیں ملے گا۔ یہاں تک کہ تمہیں انسانی ہڈیاں بھی دستیاب نہ ہوں گی جنہیں تم خرید کر شراب پینے کے لئے خوبصورت پیالے بناتے ہو"

"میں اس وقت یہاں پہنچا تھا جب کہ جرمنوں نے جارحیت کی انتہا کر رکھی تھی۔ لوگ جرمنوں کی شکلوں سے خوف کھاتے تھے ہر جرمن ہٹلر نظر آتا تھا۔ اور میں بھی ان ہی بدقسمت لوگوں میں سے ہوں، مجھے یہاں رہتے ہوئے دو سال کا عرصہ بیت چکا ہے۔ مگر خوف اب بھی بدستور قائم ہے۔ خوف کی موجیں دن بدن میرے جسم میں انگڑائیاں لیتی رہتی ہیں۔ میں اپنے آپ میں سکون و راحت تلاش نہیں کرنا چاہتا۔ سکون و راحت نہ ملنے پر زیادہ پریشان بھی نہیں ہونا چاہیئے۔ جب کہ دُنیا ہمارے لئے خود ایک سرائے ہے"۔

"میرا صبر۔ صبر کرتے کرتے ضعیف ہو چکا ہے اب اس میں اتنی سکت نہیں کہ مزید صبر کرنے کے لئے قائم رہے۔ انسان کے لئے یہ ممکن تھا کہ وہ انسانیت کا مطالعہ کرے، کہ انسانیت کا اختتام کہاں ہوتا ہے اور ابتداء کہاں سے ہوتی ہے یہ کام تو بعض دوسرے کاموں کے مقابلے میں زیادہ کٹھن ہے"۔

"خیر چھوڑو۔ ان واہیات باتوں کو۔ ہاں تو ہم تین افراد ایک ساتھ یہاں پہنچے تھے دوسرے دونوں ساتھی جرمن تھے۔ ان کے پاس بڑی بڑی رائفلیں تھیں اور میرے پاس صرف ایک چھوٹی سی کدال تھی۔ اور اب ہم شاہ بلوط اور یوکلپٹس کے درختوں تلے کھڑے ہیں۔ موسم خزاں کی وجہ سے درختوں کی پتیاں زرد ہو کر نیچے گر رہی تھیں اور میں ان پتیوں پر کھڑا تھا۔ درختوں کی پتیاں جھڑ جانے سے پرندے اداس نگاہوں سے اپنے آشیانے کو تلاش کر رہے تھے اور یہ شاخیں آفرین ہے۔ خزاں اُن کے کپڑے تار تار کر رہی تھی۔ اور شاخوں کے لب خاموش تھے اور پرندے اور شاخیں دونوں خاموش نگاہوں سے اپنی تباہی کا منظر دیکھ رہی تھیں۔ اس اجڑے ویرانے کو دیکھ کر کچھ دیر کے لئے میں آنے والے لمحات میں اپنی قسمت کے بارے میں سوچنے لگا۔

"میری کدال موسم خزاں کے زرد سورج میں اب بھی چمک رہا تھا۔ لیکن میرے ساتھیوں کی رائفلیں اپنا رنگ چھوڑ چکی تھیں۔ شاید ان پر بھی خزاں طاری ہو چکی تھی میرے لئے اپنی قبر کا کھودنا زیادہ مشکل نہیں تھا۔ کیوں کہ یہ پوری دھرتی میری اپنی ہے کدال میرے ہاتھ میں ہے قبر میں پہنچ کر میں دوبارہ اس دھرتی پر آسکتا ہوں جہاں اس وقت میں کھڑا ہوں اور میں اسی طرح اس جگہ پر کھڑا رہوں گا۔ یہ مجھے اپنے ساتھ گہرائیوں کی عمیق گھاٹیوں میں اتار دے گی۔ پھر مجھے ان گھاٹیوں سے باہر نکالنا پہلے گھٹنوں کے بل پھر کر کے مل یہاں تک کہ تم پسینے میں شرابور ہو جاؤ اور شاید یہ بھی ممکن ہو، کہ ہمیشہ ان ہی گھاٹیوں میں رہ جاؤں اور میری کدال میرا انتظار کرے۔ لیکن کدال کا کام شاعرانہ ہے "بیلچہ اٹھاؤ۔ قدم بڑھاؤ۔ بیلچہ اٹھاؤ قدم بڑھاؤ"۔

"ایک جرمن میرے پیچھے بے ڈھنگے پن سے ٹانگیں چیرے کھڑا تھا۔ اور اوپر افق پہ کہکشاں بڑے دلکش انداز میں بکھری ہوئی تھی، لیکن دنیا کی یہ دلکشی اور خوبصورتی میرے لئے کوئی وقعت نہیں رکھتی اور نہ ہی میں ان چیزوں سے محبت

کرتا ہوں۔؟

"غروب آفتاب کی آخری کرن میرے پر تکان چہرے پر پڑ رہی تھی۔ جیسے جیسے وہ دور بہت دور ہوتی چلی جاتی اس کی تمازت میں کمی ہوتی جاتی جیسا کہ عام طور پر غروب آفتاب کے وقت ہوتا ہے۔ ان حالات میں کوئی بھی یہ سوچ سکتا ہے کہ وہ اپنی منزل پر پہنچنے کے لئے صحیح راہ پر چل رہا ہے۔ اور بلاشبہ وہ جو کچھ سوچتا ہے وہ ٹھیک ہی ہوتا ہے جب کہ ایک اس قبر میں پڑا ہے دوسرا اس پر کھڑے ہو کر کھودنا شروع کر دیتا ہے۔

"میری کدال روتی ہوئی، اس خاکی دھرتی میں سے آئی تھی وہ بہت زیادہ سیاہ تھی، جیسا کہ میں نے اُسے دیکھا تھا۔ درختوں کی چھوٹی چھوٹی پتیاں برابر جھڑ کر نیچے گر رہی تھیں، اور اب تک جن پتیوں نے شاخوں کا ساتھ نہیں چھوڑا تھا۔ وہ بھی زرد ہو کر گرنے والی تھیں۔

"سکون کی تلاش ہیں وہ اپنے آپ کو ہر ایک سے الگ تھلگ رکھنا چاہتا تھا۔ لیکن بعض لوگ جو ساتھ رہ کر پر سکون زندگی گذارنے کا عزم کرتے ہیں۔ وہ قوموں کے خیالات کو یکدم تبدیل کر دیتے ہیں اور دنیا کو بہشت بنانے کا ڈنکا بجاتے پھرتے ہیں۔ قدرت بھی کسی فرق و امتیاز کو پسند نہیں کرتی وہ صرف امن اور سلامتی کو پسند کرتی ہے۔ لیکن جیسا کہ میں نے موسم خزاں کے رنگوں کے بارے میں کہا تھا کہ یہ رنگ جن میں زندگی کی کوئی حرارت نہیں ہے۔

"شیلرادوح ایز" جرمن نے چلاتے ہوئے کہا۔ اس کی آواز سن کر میرے خیالات کے تمام بند ٹوٹ گئے۔ اور میں اس کی بات کو سمجھنے کی کوشش کرنے لگا۔

انہوں نے اپنی چھوٹی چھوٹی سرخ نگاہیں مجھ پر ڈالی۔ میں انہیں اس طرح نہیں دیکھ سکتا تھا۔ لیکن میرے لئے یہی تھا کہ میں ان کا ساتھ چھوڑ دوں، اور یہ ناممکن تھا کہ میں انہیں بتاتا کہ تمہاری آنکھوں میں سفیدی ختم ہو چکی ہے۔ اور اب صرف سرخی باقی ہے لیکن شاید وہ میری اس بات کو اہمیت نہ دیتے کیوں کہ اکثر جرمن ایسی ہی آنکھوں کو پسند کرتے ہیں۔ ان سرخ نگاہوں نے مجھے گھورتے ہوئے دیکھا۔ ان کے کالے سیاہ جوتوں سے بدبو پھوٹ رہی تھی، شاید میں اسے محسوس نہیں کر رہا ہوں۔ لیکن میں جانتا ہوں فاتحوں کے قدموں سے ہمیشہ بدبو آتی ہے" اوہ۔ ہو! بغیر کچھ سوچے سمجھے یہ میں کیا بک رہا ہوں۔ میں نے اپنے سر کو اوپر اٹھایا۔ میں ان سے اس سے پہلے کبھی نہیں ملا تھا۔

اُدھر اُفق پر بکھرے ہوئے لاتعداد ستاروں میں مجھے حقیقت نہیں دکھائی دی۔ شاید وہ میری تنہائی پر افسوس کر رہے ہوں۔ پچھلے دو سال سے میں شدید خوف و ہراس میں مبتلا تھا اور اب اس خوف و ہراس سے چھٹکارا پانا چاہتا تھا۔ لیکن میں ایسا نہیں کر سکتا تھا، بلکہ خوف تو میرے انگ انگ میں انگڑائیاں لے رہا تھا۔ میں اس سے کیسے نکل سکتا تھا؟

میری نگاہوں میں وحشت اور درندگی نہیں، میری سادگی اور شرافت یہ ہے کہ ہر بات کو بلا روک ٹوک اور بے دھڑک صاف صاف بیان کر دو۔ اور کسی بات کو چھپانا اور اسے راز میں رکھنا میرے نزدیک اس کے مر جانے کے برابر ہے لیکن میں کبھی ایسی گری ہوئی حرکت نہیں کر سکتا کیا تم جانتے ہو؟۔ وہ مجھے صرف اسی وجہ سے اچھی نگاہ سے نہیں دیکھتے۔ لیکن اب میں بھی اس قابل ہوں کہ انہیں دلائل دے کر قائل کر سکتا ہوں۔ ان کی طاقت اور دباؤ میں آ کر میری کدال دھرتی کی عمیق گہرائی میں اترتی چلی گئی۔ لیکن پھر بھی اس نے میرا ساتھ نہیں چھوڑا، اور اس کا دستہ میرے ہاتھ میں تھا۔ جب میں نے دوبارہ اسے دھرتی میں سے اوپر کھینچا تو وہ بہت زیادہ بھاری اور وزنی تھی تب میں نے اُسے ایک جھٹکے سے اوپر اٹھا لیا۔ اس کی چمک کو دیکھ کر میری آنکھوں میں تراوٹ پیدا ہونے لگی۔ اور خوشی کے آنسو میرے رخساروں پر گرنے لگے۔ مجھ پر یقین رکھو۔ اب یہ خوف بھی میرے لئے ناقابل برداشت ہے۔ ہمت سے اس کا مقابلہ کرو۔ !!"

"دوسرے جرمن جن کے چہرے صاف طور پر نظر نہیں آ رہے تھے، اب بھی وہ جھاڑیوں کے پیچھے چھپے اپنی اپنی رائفل کو ٹھیک کر رہے تھے۔ ان کے سر پر بیلچہ رکھا ہوا تھا، اس سے بیشتر کے وہ خود اپنے سر سے بیلچہ کو ہٹاتے ان کے دوسرے ساتھیوں نے اسے کھینچا۔ ٹھیک اسی وقت گولیوں کے چلنے کی آوازیں آنے لگیں۔ میں قبر کی دوسری طرف کھڑا ان کی تمام حرکات و سکنات دیکھ رہا تھا۔

"وہاں۔ لیکن یہ قبر؟"

انہوں نے اس سے کھودنا ختم کر دیا۔ شاید انہوں نے اپنا پروگرام منسوخ کر دیا۔ یا وہ انسانیت سے متعلق کسی بات پر قائل ہو گئے ہوں۔؟ میں موسم خزاں میں یہاں آتا ہوں صرف پھولوں کی تباہی دیکھنے اور بعض دفعہ میں موسم بہار میں بھی پھولوں کی مہک کو اپنے سینے میں بسانے آ جاتا ہوں تم سمجھے میرا مطلب یہاں آ کر پھولوں کو دیکھنا۔

"میں نے ان کی طرف دیکھا۔ کتنے پاگل ہیں وہ میں حیران ہوں۔ وہ کتنے مضطرب تھے۔ میں اپنی قبر کے قریب آیا۔ یہ میرے خاندان کی قبریں ہیں کتنی اچھی ہیں یہ قبریں۔ اور اس کے ساتھ ہی میری قبر ہو گی!!"

ہم قبر کے قریب کھڑے تھے۔ جو کہ میں پٹی ہوئی تھی۔ موسم خزاں میں درختوں کی پتیاں جھڑ جھڑ کر برابر گر رہی تھی۔ اور میں ان پر کھڑا تھا۔ کہیں کہیں اداس پرندے غمگین گیت چہچہا رہے تھے۔ میں ان محنت کشوں سے کیا کہوں جن کو میں یہاں قبر سے مردے نکالنے کے لئے لے کر آیا تھا۔ میں حیران ہوں۔ گھبرا کر میرے منہ میں گھل رہا تھا

اپنے دشمن کو پہچانئے

امریکہ ناقابلِ اعتبار دوست ہے

بھارت کے لیے

ایٹم بم بنانا کوئی مُشکل کام نہیں

نمائندۂ الفتح

"الفتح" نے قارئین کو مطلع کیا تھا کہ بھارت کتنے دنوں سے پاکستان پر حملہ کرنے کی تیاریاں کر رہا تھا اور اس نے کتنے سوچے سمجھے منصوبے کے تحت پاکستان پر حملہ کیا ہے۔ "الفتح" نے گذشتہ اشاعت میں بھارت کے سابق لیفٹیننٹ جنرل مسٹر کول کی حال ہی میں شائع ہونے والی تصنیف "کنفرنٹیشن ویتھ پاکستان" سے حوالہ دیتے ہوئے لکھا تھا۔ کہ لیفٹیننٹ جنرل کول نے بھارتی حکمرانوں کو مشورہ دیا تھا کہ وہ پاکستان کو تباہ کرنے کے لئے سب سے پہلے مشرقی پاکستان صوبہ سرحد اور بلوچستان کی سیاسی بے چینی اور خلفشار سے فائدہ اٹھائے اور اسے اپنے مقصد کے لئے استعمال کرے، چنانچہ بھارت کی وزیر اعظم اندرا گاندھی نے مشرقی پاکستان کی سیاسی بے چینی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے نام نہاد "بنگلہ دیش" کا اسٹنٹ کھڑا کیا اور پھر پاکستان کی تاریخ کے انتہائی نازک دور میں پاکستان پر حملہ کر دیا۔ دراصل بھارت کے جنگجو سیاستدان اور جنگی حکمت عملی وضع کرنے والے ایک عرصہ سے پاکستان کو تباہ کرنے کا منصوبہ بنا رہے تھے لیکن ان کی تنہا ہمت نہیں ہو رہی تھی، چنانچہ بھارت نے پاکستان پر حملہ کرنے سے قبل سوویت روس سے فوجی معاہدہ کیا اس سے جدید ترین (جس میں ایٹمی اسلحہ بھی شامل ہیں) اسلحہ حاصل کئے اور ان ہتھیاروں سے بھارتی فوج کو لیس کرتے ہی اس نے مشرقی اور مغربی پاکستان پر حملہ کر دیا۔ گزشتہ دنوں کراچی بندرگاہ پر کھڑے ہوئے ایک غیر ملکی تجارتی جہاز پر جو میزائل سے حملہ کیا گیا وہ سوویت روس کا فراہم کردہ میزائل تھا۔ کیونکہ روس سے جنگی معاہدہ ہونے سے قبل تک بھارت کے پاس میزائل اور دوسرے جدید ترین اسلحہ موجود نہیں تھے۔ ان تمام باتوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ موجودہ جنگ روایتی ہتھیاروں کی جنگ نہیں بلکہ جدید ترین اور ایٹمی ہتھیاروں کی جنگ ہے چنانچہ اب ہمارے مکار دشمن بھارت نے زور و شور سے ایٹمی اسلحہ بنانے کی مہم شروع کر دی ہے، موجودہ مضمون کا مقصد بھارت کی ایٹمی اسلحہ سازی کی مہم پر روشنی ڈالنا ہے۔

"قارئین کو یاد ہوگا کہ پاکستان اٹیمک انرجی کمیشن کے چیئرمین ڈاکٹر عثمانی نے حال ہی میں جنیوا سے واپس آنے کے بعد اس اندیشہ کا اظہار کیا تھا کہ اگر بین الاقوامی ایٹمی انرجی کمیشن (آئی، اے ای اے) نے بھارت کے تمام ایٹمی ری ایکٹروں کو اپنی نگرانی میں نہیں لیا تو بھارت کی نیوکلیئر اسلحہ سازی کو روکنا ممکن نہیں ہوگا۔ ڈاکٹر عثمانی نے اپنے بیان میں خاص طور پر ٹرومبے (بمبئی کے قریب واقع ایک مقام) کے ری ایکٹر کی بین الاقوامی ایٹمی انرجی کمیشن کی جانب سے نگرانی کرنے کی درخواست کی تھی کیونکہ ٹرومبے کا ایٹمی ری ایکٹر جب قائم کیا گیا تھا۔ اس وقت تک بین الاقوامی انرجی کمیشن وجود میں نہیں آیا تھا۔ اس لئے مذکورہ ری ایکٹر بین الاقوامی کمیشن کے دائرہ اختیار سے باہر ہے اور بھارت کے علاوہ کسی کو نہیں معلوم کہ اس ایٹمی ری ایکٹر میں بھارت کیا کر رہا ہے۔

بھارت کی جانب سے اٹیم بم بنانے کا مطالبہ سب سے پہلے اس وقت کیا گیا جبکہ عوامی چین نے اپنا پہلا کامیاب ایٹمی تجربہ کیا، بھارت کے بعض سیاسی لیڈروں اور بھارتی پارلیمنٹ کے ممبروں نے مطالبہ کیا کہ چین کے ایٹمی قوت بن جانے کے بعد بھارت کے لئے ضروری ہے کہ وہ بھی ایٹمی اسلحہ بنائے اگر ایسا نہیں کیا گیا تو بھارت کے لئے چین کی جنگی قوت کے سامنے ٹھہرنا مشکل ہو جائے گا۔ یہ پنڈت نہرو کا دور تھا اور اس وقت بھارت پنڈت نہرو کی قیادت میں دنیا میں عالمی امن کا سب سے بڑا علمبردار بنا ہوا تھا۔ بھارت نے عالمی سیاسیات میں غیر جانبداری کا ڈھونگ رچا کر ایک تیسرے غیر جانبدار بلاک بنانے کی مہم شروع کر رکھی تھی۔ اور پنڈت نہرو کی موت اور لال بہادر شاستری کے برسر اقتدار آنے کے بعد ایک بار پھر بھارتی رہنماؤں کی جانب سے ایٹمی اسلحہ بنانے کا مطالبہ کیا گیا کیونکہ عوامی چین نیوکلیئر سائنس میں انتہائی تیزی سے ترقی کر رہا تھا۔ اور یکے بعد دیگرے زیادہ سے زیادہ طاقتور ایٹمی بم کے دھماکے کر رہا تھا۔ اسی لئے بھارتی توسیع پسندوں میں عوامی چین کی ایٹمی ترقی سے کھلبلی مچی ہوئی تھی، لیکن شاستری جی کے دور حکومت میں بھی بھارت نے ایٹمی اسلحہ بنانے کی حمایت نہیں کی اس کے بعد مسز اندرا گاندھی برسر اقتدار آئیں، ان کے آنے کے بعد امریکہ نے چین کی ایٹمی سائنس کے میدان میں حیرت انگیز ترقی کا ذکر کرتے ہوئے اعلان کیا کہ چین نے ہائیڈروجن بم بنا لیا ہے اور اب اسے صرف اپنے ڈیلیوری سسٹم کو ترقی دینا باقی ہے اس اعلان سے بھارتی سیاست دانوں میں تہلکہ مچ گیا۔ اس کے باوجود اندرا گاندھی نے ایٹمی اسلحہ بنانے کے بارے میں کھلم کھلا حامی نہیں بھری کیونکہ اس طرح بھارت کے "اہنسا پسندی" کا پول کھل جاتا لیکن بھارت کی جانب سے خفیہ طور پر ایٹم بم بنانے کی تیاریاں شروع ہوگئیں۔ اس دور کے "انڈین اٹیمک انرجی کمیشن" کے چیئرمین آنجہانی وی وی بھابھا نے اعلان کیا کہ بھارت اٹیم بم بنانے کی پوری صلاحیت رکھتا ہے۔ اور اسے اٹیم بم بنانے میں زیادہ خرچ بھی نہیں ہوگا۔ کیونکہ دوسری عالمگیر جنگ کے مقابلے میں ان دنوں اٹیم بم بنانا بہت سستہ ہوگیا ہے اس کے بعد ایک عرصہ تک بھارت کی جانب سے ایٹمی اسلحہ سازی کے بارے میں کوئی سن گن سنائی نہیں دی لیکن گذشتہ دنوں بھارت میں ملک کے ممتاز سائنس دانوں اور سیاست دانوں کا ایک اجلاس ہوا جس میں بھارت کی جانب سے فوری طور پر اٹیم بم بنانے کا مطالبہ کیا گیا۔ اس اجلاس میں پلاننگ کمیشن کے ممبر اور کمیٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کے چیئرمین پروفیسر بی، ڈی، ناگ چوہدری نے تقریر کرتے ہوئے کہا کہ بھارت کے پاس اٹیم بم بنانے کے تمام وسائل موجود ہیں۔ اور اٹیم بم بنانے کی صلاحیت بھی رکھتا ہے لیکن سب سے اہم مسئلہ اٹیم بم بنانا نہیں بلکہ اٹیم بم کو اپنے نشانہ

بھارت کی ایٹمی طاقت کا جواب صرف چین دے سکتا ھے

نشانہ تک پہنچاتا ہے۔ اس لئے بھارت کو ڈلیوری سسٹم کو ترقی دینے کے لئے سائنسدانوں کی جماعت تیار کرنی ہوگی اور انہیں اس کے لئے خصوصی تربیت دینی ہوگی۔ بھارت کے لئے ایٹم بم بنانا کوئی بہت مشکل کام نہیں ہے۔"

برطانیہ کے "انسٹی ٹیوٹ فار اسٹراٹیجیک اسٹڈیز کے ڈائریکٹر مسٹر الیسٹر بوکن کا کہنا ہے کہ بھارت ایٹمی اسلحہ بنانے کا اہل بن چکا ہے حالانکہ بھارت میں انڈین اٹامک انرجی کمیشن قائم ہوئے تیرہ سال ہوئے ہیں لیکن بھارت نے گذشتہ تیرہ چودہ برسوں میں ایٹمی تحقیقات کے میدان میں جو ترقی کی ہے وہ حیرت ناک ہے اور مذکورہ ایٹمی تحقیقات نے اسے ایٹمی اسلحہ بنانے کے قابل بنا دیا ہے۔ مسٹر الیسٹر بوکن کے بیان کے مطابق بھارت ایٹمی اسلحہ سازی کے لئے یورینیم سے پلاٹونیم پیدا کرنے میں کامیاب ہوگیا ہے اس لئے اس کے لئے ایٹم بم بنانا کوئی بہت مشکل کام نہیں رہا۔ بھارت نے ۱۹۶۴ء میں ہی ٹرومبے میں کیمیکل سپریشن پلانٹ قائم کرلیا ہے، اس لئے اگر وہ چاہے تو صرف بارہ ماہ کی مدت میں ایٹمی اسلحہ بنا سکتا ہے۔ اس وقت بھارت میں تاراپور کے مقام پر ایشیا کا سب سے بڑا نیوکلیئر پاور اسٹیشن قائم ہے جہاں ۳۰۰ میگاواٹ الیکٹریکل پاور پیدا ہوسکتی ہے، ٹرومبے میں جو تحقیقاتی ری ایکٹر ہے اس میں چالیس میگاواٹ تھرمل پاور پیدا ہوتا ہے، علاوہ ازیں بھارت مزید دو ایٹمی اسٹیشنوں کی تعمیر کر رہا ہے۔ معتبر ذرائع کی اطلاع کے مطابق بھارت نے پلاٹونیم کی پیداوار کے لئے ٹرومبے کا ایٹمی ری ایکٹر مخصوص کیا ہے کیونکہ یہ ایٹمی ری ایکٹر "انٹرنیشنل اٹامک انرجی ایجنسی" کے کنٹرول سے باہر ہے، ابتدا میں مذکورہ تحقیقاتی ری ایکٹر بھارتی اور ایشیائی ممالک کے نیوکلیئر سائنسدانوں کی تربیت کے لئے تعمیر کیا گیا تھا۔ لیکن اب وہاں غیر ملکی سائنسدانوں کی تربیت روک دی گئی ہے اور اس کی تمام تحقیقاتی سرگرمیوں کو انتہائی راز میں رکھا جا رہا ہے اس لئے شبہ کیا جا رہا ہے۔ کہ بھارت ٹرومبے کے ری ایکٹر میں بھاری مقدار میں پلاٹونیم پیدا کر رہا ہے جس سے ایٹم بم بنتا ہے۔ اسی لئے پاکستان اٹامک انرجی کمیشن کے چیرمین ڈاکٹر عثمانی نے بین الاقوامی ایجنسی سے فوری طور پر اس ری ایکٹر کو اپنی نگرانی میں لینے کا مطالبہ کیا ہے۔ واضح رہے کہ گذشتہ مئی ۱۹۷۰ء میں انڈین اٹامک انرجی کمیشن کے چیرمین ڈاکٹر سارا بھائی نے ایٹمی انرجی اور خلائی راکٹ کی ترقی کے لئے ایک دس سالہ منصوبہ پیش کیا ہے جس کے تحت ۱۹۸۰ء تک بھارت میں دو ہزار سات سو میگاواٹ کی ایٹمی بجلی پیدا ہوگی ایٹمی ری ایکٹروں کے ذریعے پلاٹونیم کی پیداوار بڑھے گی راکٹ چھوڑنے کے لئے انرٹل گائیڈنس سسٹم کو ترقی دی جائے گی اور انتہائی پاورفل میزائلوں کا سراغ لگانے والا ریڈار تیار کیا جائے گا۔ یاد رہے کہ بھارت ان دنوں موسمیاتی راکٹ چھوڑنے کا تجربہ کر رہا ہے اور اس نے گذشتہ دنوں کامیابی سے کئی موسمیاتی راکٹ بھی چھوڑے ہیں، اس لئے ماہرین کا خیال ہے کہ بھارت اگر موسمیاتی راکٹ چھوڑ سکتا ہے تو وہ تباہ کن میزائل بھی چھوڑ سکتا ہے۔

بھارت اس وقت ایٹمی اسلحہ سازی میں بہت کامیاب نہیں ہوا ہے لیکن اس بات کا اندیشہ ہے کہ وہ چند برسوں کے اندر ایٹمی اسلحہ بنانے میں کامیاب ہوجائے گا۔ ایٹمی اسلحہ بنانے میں تاخیر ہونے کی وجہ سے بھارت نے پاکستان اور چین کے خلاف روس سے فوجی معاہدہ کر کے میزائل اور دوسرے جدید طرز کے تباہ کن اسلحہ حاصل کئے ہیں لیکن خیال ہے کہ بھارت کو چار پانچ سال کے اندر روس یا دوسرے کسی ملک سے ایٹمی اسلحہ حاصل کرنے کی ضرورت نہیں رہے گی اور وہ خود ایٹمی اسلحہ

پانچ سال بعد
بھارت کو کسی دوسرے
ملک سے اسلحہ کے حصول
کی ضرورت نہیں رہے گی

بنانے لگے گا۔ اس لئے پاکستان کو بھارت کی ان تمام جنگی تیاریوں کے پیش نظر اپنی دفاعی قوت میں اضافہ کرنے پر غور کرنا ہوگا محض فوجوں کی کثیر طاقت سے آج کے دور میں کسی جارح قوت سے مقابلہ نہیں کیا جا سکتا ہے اس کے لئے جدید ترین جنگی اسلحہ اور آلات کی ضرورت ہوتی ہے۔ پاکستان اس وقت ترقی کی جس منزل سے گذر رہا ہے اس کے لئے فوری طور پر ایٹمی اسلحہ بنانا ممکن نہیں ہے کیونکہ پاکستان کے پاس نہ اتنے قدرتی وسائل ہیں۔ اور نہ پاکستانی سائنسدان ترقی کی اس منزل پر پہنچ پائے ہیں اس لئے پاکستان کے پاس صرف ایک ہی راہ ہے اور وہ یہ کہ اپنے کسی ایٹمی طاقت رکھنے والے دوست ملک سے مدد حاصل کرے اس وقت دنیا میں پانچ ایٹمی طاقتیں ہیں۔ ایک امریکہ دوسرا روس تیسرا برطانیہ چوتھا فرانس اور پانچواں چین جہاں تک فرانس اور برطانیہ کا تعلق ہے وہ اس وقت عالمی سیاسیات سے دور ہیں یعنی وہ روس، امریکہ اور چین کی طرح بین الاقوامی سیاسیات میں بہت زیادہ اہمیت نہیں رکھتے ہیں۔ علاوہ ازیں جغرافیائی محل وقوع کے اعتبار سے وہ ایشیا سے بہت دور پر واقع ہیں اس لئے صرف تین طاقتیں ایسی ہیں، جن سے پاکستان ایٹمی حملے کی صورت میں تحفظ کا مطالبہ کرسکتا ہے روس پاکستان کے خلاف اور بھارت کا حلیف ہے اس لئے روس سے بھارت کی جانب سے ایٹمی حملے کی صورت میں پاکستان کی حفاظت کرنے کی ضمانت طلب کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے رہ گیا امریکہ تو امریکہ اگر چاہے تو پاکستان کو ایٹمی حملے سے محفوظ رکھنے کی ضمانت دے سکتا ہے۔ کیونکہ وہ برصغیر سے انتہائی دور ہونے کے باوجود ایک بڑی ایٹمی طاقت کی حیثیت سے پاکستان کی حفاظت کرسکتا ہے لیکن امریکہ نے ستمبر ۱۹۶۵ء کو بھارت اور پاکستان جنگ میں جو کردار ادا کیا تھا۔ اور پاکستان سے امریکہ کا فوجی معاہدہ ہونے کے باوجود اس نے بھارتی حملے سے پاکستان کی حفاظت میں جس قسم کی کوتاہی کی تھی وہ آج بھی پاکستانیوں کو یاد ہے اور اس وقت امریکہ بھارت اور پاکستان کی جنگ بند کرنے کے لئے عملی طور پر کوئی کوشش کرنے کی بجائے صرف سیاسی اور سفارتی سطح پر کوششیں کر رہا ہے حالانکہ امریکہ چاہے تو وہ مسز اندرا گاندھی کو بہ آسانی ایک ڈانٹ پلا کر بھارت کو پاکستان پر حملے سے روک سکتا ہے اس لئے امریکہ ہمارا دوست سہی لیکن وہ ناقابل اعتبار دوست ہے۔ صرف چین ایسا دوست ملک ہے، جو پاکستان کو بھارت کی جانب سے ایٹمی حملے کی صورت میں حفاظت کرنے کی ضمانت دے سکتا ہے اس لئے پاکستان کو فوری طور پر اس جانب توجہ دینی چاہیئے۔ یہ صحیح ہے کہ چین اس وقت ایٹمی اسلحہ سازی کے ابتدائی مرحلہ سے گذر رہا ہے اور اسے ابھی ڈلیوری سسٹم کو ترقی دینے میں چند برسوں کی ضرورت ہے لیکن اس میں شبہ نہیں کہ چین ایشیا میں عنقریب ایک ایٹمی قوت کے طور پر ابھرے گا۔ اس لئے پاکستان کو اس سلسلہ میں عوامی جمہوریہ چین کا سہارا لینا چاہیئے۔ چین پاکستان کا قریبی پڑوسی ہے اور اسے بھی بھارتی توسیع پسندی سے خطرہ ہے۔ اس لئے بھارت کی ایٹمی قوت کا ایشیا میں اگر کوئی جواب ہے تو وہ عوامی جمہوریہ چین ہے۔

"میں پرائمری پاس ، اور میٹرک پاس نہیں" - چوہدری فضل

پاکستان انشورنس کارپوریشن کے ڈپٹی منیجنگ ڈائرکٹر

صادق کے برادرِ نسبتی کا مقدمہ ازالۂ حیثیتِ عُرفی

الفتح رپورٹ

مقامی ایڈیشنل سٹی مجسٹریٹ جناب علاؤالدین صابر کی عدالت میں پاکستان انشورنس کارپوریشن کے ڈپٹی مینجنگ ڈائرکٹر مسٹر صادق کے برادرِ نسبتی فضل چوہدری کا ازالۂ حیثیتِ عرفی کا مقدمہ چوہدری بشیر احمد وغیرہ کے خلاف زیرِ سماعت ہے ۔ ملزمان کی جانب سے جناب مسعود حیات خان ایڈووکیٹ وکالت کے فرائض انجام دے رہے ہیں ۔ اس مقدمے کی کارروائی قارئین الفتح کی خدمت میں پیش کی جارہی ہے ۔ پہلا حصہ پولیس کارروائی سے متعلق ہے ۔ یہ رپورٹ ایس پی ولیسٹ کو درخواست کی صورت میں درج کروائی گئی تھی متن یہ ہے "میں ایک شخص چوہدری بشیر احمد کے خلاف رپورٹ کر رہا ہوں جو کہ پاکستان انشورنس کارپوریشن نزد میری ویدر ٹاور ، بندر روڈ ، میں ملازم ہے ، اس نے میرے اور میرے خاندان کے خلاف ہتک آمیز الفاظ شائع کرائے ہیں جس کا مقصد مجھے نقصان پہنچانا ہے اور ایسی وجوہ ہیں جن سے مجھے یقین ہے کہ اس کا مقصد میری شہرت کو نقصان پہنچانا ہے ۔ اس کا عمل واضح طور پر مجھ سے نفرت کی نشاندھی کرتا ہے ۔ چودھری بشیر احمد پاکستان انشورنس کمپنی میں ماتحت عہدے پر کام کرتا ہے ، جہاں میری سگی بہن کا شوہر مسٹر محمد صادق سینئر ڈپٹی مینجنگ ڈائرکٹر ہے ۔ کچھ عرصہ قبل یہ شخص میرے بہنوئی مسٹر محمد صادق کے خلاف چند ذاتی قسم کی شکایت رکھے ہوئے تھا ۔ اور اسی بدنیتی ، نفرت کی بنیاد پر اس نے مسٹر محمد صادق اور ان کے خاندان کے افراد کے خلاف پروپیگنڈے کی مہم شروع کی ابھی حال ہی میں چودھری بشیر احمد نے لاہور کے ایک ہفت روزہ میں مورخہ ۲۵ مارچ ۱۹۷۱ء کو مندرجہ ذیل کیپشن کی تحت ایک انتہائی ہتک آمیز مضمون شائع کرایا ۔

مذکورہ ہفت روزہ کی جلد نمبر ۲ شمارہ نمبر ۸ صفحہ نمبر ۱۷ کالم نمبر ۲ اور ۳ کا عنوان ہے ۔ ان کی بیگمات اور رشتہ داروں کا بوجھ عوام اٹھائے ہوئے ہیں ۔ از چودھری بشیر احمد

مضمون کا متعلقہ حصہ

یہاں دوبارہ پیش کیا جاتا ہے ۔

"اس کی سیاہ کاریوں کا سلسلہ یہاں ختم نہیں ہو جاتا ۔ اس نے اپنے سالے چودھری فضل کے لیے جن کے پاس تعلیم یافتہ ہونے کی کوئی سند نہیں ، کسی نہ کسی طرح کنٹرولر آف انشورنس سے انشورنس سروے لائسنس حاصل کیا ۔ اس طرح مسٹر صادق نے زیرِ زمین رہتے ہوئے انشورنس کمپنی کے سروے لائسنس سے خطیر دولت کمائی اگرچہ اس نے اپنے رشتہ دار کو کارپوریشن کے سرویئر کی حیثیت سے قبول نہیں کیا ۔ مگر اس میں چودھری فضل کو این سی ، ایس سے سروے فیس کے طور پر تیس ہزار دلوائے یہ سروے فیس ڈبلواے ، پی ، ڈبی اے سروے کے سلسلے میں ادا کر دی گئی ۔ وہ سروے رپورٹیں جن کی بنیاد پر کارپوریشن قانوناً ڈبلو اے ، پی ڈی اے کلیموں کی ادائیگی پر مجبور ہوتی ہے ، اس چودھری فضل کی طرف سے پیش کی گئیں جو خود غیر تعلیم یافتہ ہے ۔ کہا جاتا ہے کہ چودھری فضل نے اس رقم سے خاطر خواہ جائداد بنائی ہے ۔ مثلاً اس نے بلاک نمبر ۲ ، پی ای سی ایچ ایس کراچی میں ایک شاندار مکان بنوایا ہم منتظر ہیں کہ حکومت مسٹر صادق کی ان دیدہ دلیریوں کے خلاف کب اور کیا ایکشن لیتی ہے ۔"

مذکورہ بالا مضمون میں چودھری بشیر احمد نے انتہائی قابلِ اعتراض رویئے کا مظاہرہ کیا ۔ اس نوع کے مضمون سے میری ذات اور شہرت متاثر ہوئی ۔ نیز خصوصی طور پر ان لوگوں سے میرے تعلقات بھی متاثر ہوئے جو مجھے قریب سے جانتے تھے یا جن سے میرے کاروباری روابط تھے ۔ وہ ذاتی طور پر سے میرے دوستوں مسٹر محمد بشیر ، سید اشتیاق حسین ، چودھری شوکت علی ، اخلاق احمد سے ملا اور انہیں اخبار میں شائع شدہ مراسلہ دکھا کر اطلاع دی کہ میرے خاندان کی خواتین کی ضرورت عوامی مالی مدد سے پوری کی جاتی ہیں اس نے یہ بھی کہا کہ میرے خاندان کی خواتین سوسائٹی گرلز ہیں اور میرے لئے بزنس مہیا کرتی ہیں ، جب کہ میرے گھر کی تمام خواتین پردے کی سختی سے پابندی کرتی ہیں اور جن میں سے دو خواتین کی ملزم کے ایسے ناپاک الفاظ سے خاصی ہتک ہوئی اور جس کے نتیجے میں ان کی سہیلیوں کی نگاہوں میں ان کے وقار کو شدید صدمہ پہنچا ۔ تربیت کے دوران میری ایمانداری محنت اور تکنیکی ذہانت کی شہرت بہت اچھی تھی ۔ چنانچہ میں نے آزادانہ طور پر اپنا کام شروع کر دیا ۔ ۱۹۶۴ء میں مجھے اچھے کام ملنے لگے اور بتدریج میں اپنے گاہکوں کو متوجہ کرانے میں کامیاب ہو گیا ۔ اور آج میں پاکستان کے سرویئروں میں ایک اعلیٰ مقام رکھتا ہوں ۔ اس ضمن میں دیانتداری اور اچھے کاموں کے سرٹیفکیٹ اس بات کے گواہ ہیں ۔ اس وجہ سے اس نے میرے خلاف ہتک آمیز رویہ اختیار کیا اور میرے کاروبار کو نقصان پہنچایا ۔ اس جھوٹے اور ذلت آمیز مضمون کی اشاعت کے بعد مجھے بے شمار ٹیلی فون وصول ہوئے اور انفرادی طور پر بھی لوگوں نے مجھ سے ہر قسم کے سوالات کئے اور مجھے ایک بدکردار آدمی کے روپ میں دیکھا ۔ مجھے ہر روز ایسے دس افراد کے سوالات کا جواب دینا پڑا ۔ جس سے میں ذہنی طور پر پریشان ہو گیا ۔ اس کی وجہ سے میں اپنا کام انجام دینے سے قاصر ہو گیا ہوں ۔ اور میرا کاروبار خطرہ میں پڑ گیا ہے ۔ مجھے اپنے دوستوں ، خاندان کے افراد کے سامنے شرمندہ ہونا پڑتا ہے ۔ میری بیوی کا نروس سسٹم سے متاثر ہو گئی ہے ۔ مذکورہ شخص بشیر احمد کے اس ہتک آمیز رویے کا جواب دینے سے قاصر ہوں ۔ لہٰذا قانون کی پابندی کرنے والے ایک شہری کی حیثیت سے میں آپ سے بشیر احمد کے اس آفنس اور ڈی فیمیشن کے خلاف ضابطے کے مطابق کارروائی کرنے کی اپیل کرتا ہوں ، ملزم کے اس رویے سے میرے دوستوں کی نگاہوں میں میری عزت مکمل طور پر مجروح ہو گئی ۔ اور وہ اب مجھے ایک باعزت شخص تصور نہیں کرتے ۔

آپ کا بہی خواہ ۔ (دستخط) فضل چودہری ،

۱۴۱ ۔ ہریان بلڈنگ ، علامہ روڈ ، کراچی ۱۰ ایس

ایچ او کو ارسال برائے ضروری کارروائی ازرہ

رپورٹ۔ دستخط۔ ایس پی ولیسٹ)

فاضل عدالت میں

فضل چودھری گواہ نمبر ا نے یہ بیان دیا

فضل چودھری ولد چراغ الدین عمر ۳۷ سال قوم مسلم پیشہ سروئیر انشورنس سکنہ کراچی میں چودھری بشیر کو جانتا ہوں یہ پاکستان انشورنس کارپوریشن میں کام کرتا ہے۔ میں محمد صادق صاحب کو جانتا ہوں، وہ میرے بہنوئی ہیں۔ یہ پاکستان انشورنس کمپنی میں ڈپٹی مینجنگ ڈائریکٹر ہے۔ اس واقعہ کو چھ ماہ ہو گئے ۲۰ مارچ ۱۹۷۱ کا مذکورہ ہفت روزہ میں نے دیکھا۔ اس رسالے میں ایک خبر تھی جس میں تحریر تھا ان کی بیگمات کا بوجھ عوام اٹھاتے ہیں اور خبر میں کچھ کیس کے بارے میں لکھا تھا۔ محمد صادق کے لئے لکھا تھا کہ اس نے ناجائز طور پر پاکستان انشورنس کارپوریشن سے اپنے نام سے اور اپنی بیگم کے نام سے کلیم حاصل کیا۔ اور اپنے عزیزوں کو ناجائز پروموشن دے کر اعلیٰ عہدوں پر پہنچایا۔ اور اپنے سالا یعنی مجھے ناجائز طور پر اثر و رسوخ استعمال کر کے کنٹرولر آف انشورنس سے لائسنس دلایا اور نیشنل انشورنس سے واپڈا کے بزنس کے معرفت ناجائز تیس ہزار روپیہ کی ادائیگی کرائی۔ یہ سب باتیں جھوٹی تھیں۔ اور اس سے میری شہرت پر برا اثر پڑا ہے۔ ۳۰-۳-۷۱ کو میرے دوست شوکت علی، اشفاق محمد بشیر، اخلاق، ان میں سے شوکت نے مجھے ٹیلی فون کیا کہ بشیر ہمارے پاس آیا تھا۔ اور پہلے تو ناجائز باتیں ہمارے اور صادق صاحب کے بارے میں کرتا رہا جب میں نے اس پر اعتراض کیا تو بشیر نے کہا کہ وہ یہ باتیں زبانی کر رہا ہے۔ میں نے رسالے میں بھی یہ مضمون چھپوایا ہے۔ بشیر نے وہ مضمون خود پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد میں نے پولیس کو شکایت کی۔ وہ میں پیش کرتا ہوں وہ ۸/۱۹۶۲ E ہے۔ میں کوالیفائیڈ اور سرٹیلائیسنسڈ ہوں۔ اور میرے خلاف جھوٹا الزام ہے کہ ناجائز طور پر مجھے یہ جگہ صادق صاحب کی وجہ سے ملی ہے۔ میری ریپوٹیشن اس خبر کی اشاعت اور ملزم کے پروپگنڈے کی وجہ سے خراب ہوئی اور میرا کاروبار متاثر ہوا اور خاندان کی بھی سبکی ہوئی میں مذکورہ رسالہ پیش کرتا ہوں۔ یہ میں نے بولٹن مارکیٹ سے خریدا تھا۔ وہ نمبر B/۶۱۲B ہے۔ ملزم حاضر عدالت ہے میں ٹاپ کلاس سروئیر ہوں۔ میں اپنے آپ سروے کرتا ہوں۔ میں پڑھا لکھا ہوں۔ میں پرائمری اسکول، چوک وزیرخاں میں سب سے پہلے داخل ہوا تھا۔ اور چوتھی کلاس وہاں سے پاس کی تھی۔ اس کے بعد وطن اسلامیہ ہائی اسکول میں تعلیم حاصل کی جو لاہور میں ہے۔ میں نے میٹرک نہیں کیا۔ یہ بات غلط ہے کہ میں نے چھٹی جماعت میں تعلیم ختم کر دی

باقی صفحہ ۲۶ پر ملاحظہ فرمائیں

جناب ذوالفقار علی بھٹو کے نام کھلا خط

بھٹو صاحب!

یہ آخری لمحہ ہے۔ آخری لمحہ!

جناب بھٹو صاحب!

تاریخ پاکستان کے اس سب سے نازک کڑے المناک اور سنگین لمحے میں آپ تک ان لٹے پٹے، مفلوک الحال، غریب، ٹیکسی، رکشا والوں، مزدوروں، محنت کشوں، مگر غیور پاکستانیوں کے جذبات پہنچانا چاہتا ہوں، جن کی رہنمائی کا آپ کو دعویٰ اور فخر حاصل ہے۔ تاریخ کا وہ لمحہ جب ہمارے ۹۰ ہزار فوجی دشمن کی قید میں چلے گئے ہیں، اور جب ساڑھے سات کروڑ مشرقی پاکستانی بھائی سفاک بھارت کی تحویل میں چھوڑ دیئے گئے ہیں اور جب پاکستان کے بڑے حصے کی مقدس سرزمین پر ظالم بھارتیوں کے ناپاک قدم پڑ چکے ہیں۔ ہمارے سر ندامت سے جھکے ہیں کہ ہم ایک ہتھیار ڈالنے والی شکست خوردہ قوم سے تعلق رکھتے ہیں، ہمارے ماتھوں پر کلنک کا ٹیکہ لگ چکا ہے۔ صدیوں کی آبرو ڈھاکہ ریس کورس میں خاک میں مل گئی ہے، ہم مشرقی پاکستانی بھائیوں کے جذبات کا اندازہ ضرور کرسکتے ہیں، اگرچہ ہمیں مکمل علم نہیں ہے۔ مگر مغربی پاکستان کے ہر دل میں اس وقت رنج و غم کے سوا کچھ نہیں ہے، آنکھوں میں آنسو ہیں، ۱۶ دسمبر کو پانچ بجے ریڈیو پاکستان سے یہ دو سطریں خبر سن کر لوگ دھاڑیں مار مار کر رونے لگے تھے، "مقامی کمانڈروں کے درمیان انتظامات طے ہو جانے کے بعد مشرقی پاکستان میں جنگ بند ہوگئی ہے، اور بھارتی فوجیں ڈھاکہ میں داخل ہوگئی ہیں"۔ یہ سب کچھ کیا ہوگیا لوگ غیر ملکی ریڈیو پر یقین نہیں کرتے تھے۔ مگر اب یہ کیا ہوگیا۔ سوا سات بجے صدر یحییٰ کی تقریر میں بھی اس المناک حادثے میں صرف یہ بتایا گیا کہ مشرقی تھیٹر میں عارضی طور پر جدوجہد کا شعلہ بجھ گیا ہے مگر ہم مغربی سیکٹر میں اس وقت تک جنگ جاری رکھیں گے۔ جب تک دشمن کی جارحیت مکمل طور پر ختم نہیں ہوجاتی۔ عوام کی سمجھ میں نہیں آیا۔ وہ بی بی سی اور آل انڈیا ریڈیو سننے لگے جہاں بتایا جارہا تھا کہ مشرقی پاکستان میں موجود پاکستان کی ۹۰ ہزار افواج نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں۔ ان میں تین میجر جنرل اور ایک لیفٹیننٹ جنرل تھے۔ ایک ریئر ایڈمرل بھی۔ ایک ایئر کموڈور بھی۔ ہتھیار ڈالنے کی جس طرح تفصیلات بتائی گئیں۔ اس سے ہمارے سر جھک گئے، خون کھول اٹھا مگر ہم کچھ نہیں کرسکتے تھے۔ مشرقی پاکستان کے سات کروڑ عوام کو کس کے سہارے چھوڑ دیا گیا۔ مولانا مودودی کو مشرقی پاکستان کے صرف ان لاکھوں محب وطن پاکستانیوں کی جان و مال اور آبرو کے خطرے میں پڑ جانے کی فکر ہے، جنہوں نے ملک کی سالمیت کو برقرار رکھنے کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا رکھی تھی۔ ہمیں مولانا مودودی کے رضاکاروں اور صرف جماعت اسلامی کے کارکنوں کی فکر نہیں ہے، بلکہ ہم تو تمام سات کروڑ مشرقی پاکستانیوں کو محب وطن سمجھتے ہیں اور ان سب کی فکر ہے۔ ہماری سرزمین مقدس پر سفاک دشمن کے ناپاک قدم پڑ چکے ہیں۔ ہمیں اچھی طرح اندازہ ہے کہ یہ بین الاقوامی سازشوں اور ہمارے بعض سرکردہ لوگوں کے اس میں ملوث ہونے کا نتیجہ ہے۔ ورنہ بھارت کو یہ جرأت نہیں ہوسکتی تھی کہ وہ ہماری ایک انچ سرزمین پر بھی حملہ کرسکے۔ قوم کے دل تو اس وقت ہی گھبرا اٹھے تھے، جب مشرقی پاکستان پر بھارت نے جزوی طور پر حملے کرکے ہماری مقدس زمین ہتھیانی شروع کردی تھی۔ اور اس کے مکمل حملے کا ہر وقت خطرہ تھا۔ مگر ہمارے ہاں سے وہاں مزید کمک نہیں بھیجی گئی تھی۔ ہمارے جانباز فوجی جو سرحدوں کی حفاظت کے لئے اپنے خون کا نذرانہ دیتے ہیں، انہیں اپنے ہتھیار ڈالنے پڑے ہیں یہ ایسا صدمہ ہے جو برسوں تک ہمارے دلوں کی دھڑکنیں تیز رکھے گا۔ اور ہمارے سر جھکے رہیں گے۔

مستقبل کیا ہوگا؟

یہ کتنی بدقسمتی ہے اور کیا بوالعجی ہے کہ تاریخ کا اتنا بڑا حادثہ گزر گیا، ملک کا سب سے بڑا حصہ ہم سے الگ ہوگیا اور اس پر دشمن کا ناپاک قبضہ ہوگیا مگر ہمیں صحیح صورت حال سے بےخبر رکھا جارہا ہے۔ ہمیں نہیں بتایا گیا کہ ہمارے ۹۰ ہزار فوجی بھائیوں کا کیا ہوگا، ہمارے سات کروڑ مشرقی پاکستانی بھائیوں کا کیا ہوگا۔ ہمیں نہیں بتایا گیا کہ آخر غیر مشروط طور پر بھارت کے آگے کیوں ہتھیار ڈالے گئے۔ گذشتہ جنگ میں ریڈیو پاکستان نے اپنی صداقت کا جو معیار قائم کیا تھا۔ وہ کیوں ختم ہوگیا۔ آئندہ پاکستان کی تقدیر کیا ہوگی۔

بین الاقوامی سازشیں

پاکستان کے وجود کو ختم کرنے کے لئے جو بین الاقوامی سازشیں ہو رہی تھیں، اس کا بار بار خطرہ ظاہر کیا گیا مگر انہیں ناکام بنانے کی بجائے کچھ لوگ دیدہ دانستہ اور کچھ بےخبری میں اس کا کردار بن گئے، روس امریکہ اور برطانیہ سب کا کردار ہمارے سامنے ہے۔ سب سے زیادہ خطرناک کردار امریکہ نے ادا کیا، جو مارچ سے اب تک بظاہر غیر جانبدار بنا رہا لیکن درپردہ اس سازش کا سب سے اہم کردار ادا کرتا رہا۔ پاکستان کی حکومت کو اس نے مجبور کیا کہ بنگلہ دیشیوں سے بات چیت کرے امریکی وزارت خارجہ کے ترجمان نے اس بات کی تصدیق کی کہ پاکستان کی حکومت نے کہا تھا کہ وہ شیخ مجیب سے بات کرے گی اور امریکہ کلکتہ میں بنگلہ دیشیوں سے بات کرے۔ لیکن بھارت نے ۲۲ نومبر کو مشرقی پاکستان پر حملہ کرکے اس فارمولے کو سبوتاژ کردیا۔ امریکہ نے کہا کہ ہمارا پاکستان سے معاہدہ ہے اس لئے ہم اس جنگ میں براہ راست مداخلت کرسکتے ہیں۔ پھر امریکی بحری بیڑے کی خبر بھی چلائی گئی، لیکن امریکہ ڈھاکے کے فتح ہونے کا انتظار کرتا رہا۔ اور پھر پاکستانی کمانڈر کے ہتھیار ڈالنے کا پیغام بھی بھارت میں امریکی سفارت خانے کے ذریعے بھیجا گیا۔ پھر غیر ملکی ریڈیو یہ خبر بھی سنی گئی کہ وائٹ ہاؤس کے ترجمان نے بھارت کو خبردار کیا کہ اب جبکہ اس نے مشرقی سیکٹر میں جنگ جیت لی ہے تو اسے مغربی محاذ پر جنگ بند کردینی چاہیئے، امریکہ کے اس بیان اور بھارت کی مسز اندرا گاندھی کے موقف میں کیا فرق ہے۔ امریکہ کے اس سازشی کردار کے بعد اب سیٹو اور سنٹو میں رہنا قومی خودکشی کے سوا اور کچھ نہیں۔ امریکہ سے کوئی توقع اور تعلق رکھنا بے سود ہے صرف

چین نے بنگلہ دیش پر اپنا واقف واضح رکھا ہے اب وقت کا تقاضا یہی ہے اور قوم کا مطالبہ ہے کہ ہم چین سے باقاعدہ دفاعی معاہدہ کرلیں اور مغربی دنیا یعنی منافق دنیا سے اپنے تعلقات واجبی رکھیں۔ قوم کو فکر یہ ہے کہ اب بین الاقوامی سازشیں اپنے منصوبے کا دوسرا حصہ پورا کرنے کے لئے مغربی پاکستان میں بھی ڈرامہ شروع نہ کردیں، غیر ملکی اخبارات یہ شرانگیز خبریں چھاپ رہے ہیں کہ بلوچستان کو ایران اور افغانستان میں بانٹا جائے گا سرحد نام نہاد پختونستان کے طور پر افغانستان سے ملا دیا جائے اور سندھ اور پنجاب کو بھارت کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا جائے اس طرح بارہ کروڑ غیور افراد پر مشتمل قوم کی موت پر دستخط کردیئے جائیں تاکہ دنیا بھر کی مظلوم اقوام کے حامی چین کو بارہ کروڑ افراد کی غیور قوم کی مدد سے محروم کردیا جائے اور اس کے گرد حصار قائم کردیا جائے۔ بارہ کروڑ پاکستانیوں کو امریکہ روس نے اس بات کی سزا دی ہے کہ انہوں نے بھارت سے دفاعی پیکٹ کرنے سے انکار کردیا تھا۔ روس نے بہت پہلے ایشیا کی سیکورٹی کا ایک منصوبہ بنایا تھا۔ پھر شاہ ایران نے بھی بھارتی رسالے بلٹز کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا تھا کہ پاکستان بھارت، افغانستان اور ایران کو اقتصادی، ثقافتی اور دفاعی معاہدے میں منسلک ہوجانا چاہیئے، موجودہ لڑائی میں ایران کی پراسرار خاموشی محل نظر ہے۔ حالانکہ آپ بھی ایک مرتبہ ایران کا دورہ کرکے آئے۔ صدر مملکت بھی دو مرتبہ ایران ہوکر آئے۔ آر سی ڈی کو کیا ہوا، ہمارے دوست مسلم ممالک کو کیا ہوا، ہماری قوم تو مسجد اقصیٰ کے سقوط اور صحرائے سینائی پر اسرائیلی قبضہ پر تڑپ اٹھی تھی۔ اور لاکھوں رضا کاروں نے مشرق وسطےٰ میں جاکر جنگ لڑنے کی پیشکش کی تھی اب ہمارے مسلمان دوستوں کو کیا ہوا، وہ ہمارا نام ونشان مٹتا ہوا کیوں دیکھتے رہے۔

آپ نے وزارت خارجہ کیوں قبول کی! عوام کو پہلے بھی اس بات پر اعتراض تھا کہ آپ کو ایسی فوجی حکومت میں وزارت قبول نہیں کرنی چاہیئے تھی، جو غلطیوں پر غلطیاں کرکے ملک کو بحران در بحران میں لئے جارہی تھی۔ لیکن ملک کی نازک صورت حال کے تحت وہ تلخ گھونٹ پینے پر اس لئے مجبور ہوگئے کہ سیکورٹی کونسل میں پاکستان کا کیس آپ سے زیادہ بہتر کوئی اور پیش نہیں کرسکتا تھا، مگر سلامتی کونسل نے کیا کیا آپ نے آخر میں واک آؤٹ کرکے صحیح موقف اختیار کیا اور اس بین الاقوامی جال سے اپنی جان چھڑائی، ورنہ آپ کو بری طرح جال میں پھنسایا جارہا تھا۔ آپ اب ملک میں واپس آئے ہیں تو آپ کو اندازہ ہوگیا ہوگا کہ لوگوں کے جذبات کیا ہیں اس حکومت سے آپ کی چند روزہ وابستگی قوم کو اچھی نہیں لگی کیونکہ آپ کے پاس اختیارات نہیں تھے۔ اور آپ قوم کو اس ذلت سے نہیں بچا سکے، جو صدیوں ہماری نسلوں کے سر جھکائے رکھے گی، اب بھی وقت ہے کہ آپ عوام کے جذبات کا مکمل اندازہ کرکے فوجیوں کی سول امور سے مستقل طور پر علیحدگی کا مطالبہ کریں۔ اس کے بعد مکمل اختیارات سمیت حکومت قبول کریں۔ یہ آپ کا حق ہے کیونکہ آپ کو عوام نے منتخب کیا ہے۔ فوجی حکومت نہ ہوتی تو ہمیں یہ دن دیکھنے نصیب نہ ہوتے، ملک کی عزت آبرو ختم ہوچکی ہے۔ اب اس کے دوبارہ حصول کے لئے انقلابی اقدامات کی ضرورت ہے، جنرلوں کو اب بیرکوں میں چلے جانا چاہیئے۔ ملک کے ساتھ جو آخری زیادتی ہوسکتی تھی، ہوچکی۔ اب ملک کا جتنا حصہ باقی بچ گیا ہے۔ اسے ہر طرح سے مضبوط اور مستحکم بناکر پھر اپنے مقبوضہ حصے کو واپس لینا ہے مشرقی پاکستان کا سقوط اگر ہم نے قبول کرلیا۔ اور اسے واپس لینے کی کوشش نہ کی تو کل مغربی پاکستان بھی ہمارے پاس نہ رہے گا۔ اور بارہ کروڑ کی غیور قوم ایک داستان پارینہ بن جائے گی جو انسانیا کی تاریخ کا ایک بہت بڑا المیہ ہوگا۔

پاکستان پیپلز پارٹی کی تاریخی ذمہ داری اس ملک کی بقا، پاکستان پیپلز پارٹی کے ہاتھوں میں ہے۔ اگر اس وقت پاکستان پیپلز پارٹی نے تمام مصلحتوں، سازشوں اور جوڑ توڑ سے آزاد ہوکر عوامی امنگوں کی ترجمانی نہیں کی تو نہ یہ پارٹی رہے گی، نہ ملک رہے گا، بین الاقوامی طاقتیں ہماری بربادیوں کے منصوبے بنارہی ہیں۔ اب ان کی نظر میں ہماری حقیقت بالکل ختم ہوچکی ہے اس کے حاصل کرنے کا طریقہ صرف اور صرف انقلابی ہے مشرقی پاکستان کے سقوط کا ہر دل پر صدمہ ہوا ہے۔ اس صدمے کو بعض صوبائی عصبیت پرست دوسرا رخ دیں گے اور سرحد، بلوچستان سندھ، پنجاب میں صوبائی نعرے جنم لے سکتے ہیں۔ بین الاقوامی طاقتوں کے ایجنٹ ان نعروں کو ہوا دیں گے اور مغربی پاکستان کی وحدت بھی ٹوٹ پھوٹ جائے گی۔ اور پھر ہمیں اپنے پانچ کروڑ کے وجود کو برقرار رکھنا مشکل ہوجائے گا۔ چہ جائیکہ ہم سات کروڑ مشرقی پاکستانی بھائیوں کے واپس لینے کی کوشش کریں گے، آپ کو پھر اسی طرح پورے مغربی پاکستان میں شہر شہر، قریہ قریہ جاکر عوام سے رابطہ کرنا چاہیئے۔ جس طرح انتخابات کے دنوں میں کیا تھا، آپ کی پارٹی کے ایک ایک رکن کو دن رات کام کرنا پڑے گا۔ عوام جن کے حوصلے پست کردیئے گئے ہیں۔ انہیں ایک بار پھر نئی زندگی بخشنی جائے۔ مردہ دل قوم کو حوصلہ دینا۔ بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ ایسی قوم جس کی نوے ہزار فوج نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں، اسکی افسردہ دلی کا اندازہ بخوبی کیا جاسکتا ہے۔

وزارت اطلاعات ریڈیو ٹیلی ویژن اخبارات سب سے پہلے اس کے لئے اطلاعات کے ذرائع پر پارٹی کو مکمل کنٹرول حاصل کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ان ذرائع کو رجعت پرست طاقتیں جو بین الاقوامی طاقتوں کے ایجنٹ ہیں، ان کو قوم کے حوصلے پست کرنے کے لئے استعمال کررہی ہیں۔ آپ کے بیانات توڑ مروڑ کر نشر کئے جارہے ہیں۔ قوم کو اس بہت بڑے حادثے کے محرکات اور نتائج سے بے خبر رکھا جارہا ہے۔ نیویارک ٹائمز سے آپ کے انٹرویو کو مسخ کرکے پیش کیا گیا۔ آپ نے جنگ بندی کے سلسلے میں کوئی حامی نہیں بھری مگر ریڈیو پاکستان دن بھر یہ بات نشر کرتا رہا، مقصد صرف یہ کہ عوام میں آپ کے خلاف تاثر پیدا ہو، کیونکہ عوام عوام جنگ جاری رکھنا چاہتے ہیں، اور آپ جنگ بندی کی بات کررہے ہیں۔ آپ کی تردید کو سب اخبارات نے شائع نہیں کیا۔ ان ذرائع نے پہلے جنگی جنون پھیلایا، دلوں میں جنگ کی آگ بھڑکائی۔ مگر اسے بجھانے کا کوئی اہتمام نہ کیا۔ لوگوں کے جذبات سے کھیلتے رہے۔ مگر ان کے جذبات کو سرد کرنے کا اہتمام نہ کیا۔

آپ نے اب کے اگر خالصتاً عوام کے جذبات کی ترجمانی نہ کی اور کسی بھی مصلحت کو قبول کیا تو تاریخ آپ کو معاف نہ کرے گی یہ کوئی مبالغہ نہیں ہے اور نہ بلا ضرورت تعریف۔ اس وقت قوم کی امید صرف آپ ہیں، یہ ملک کی بقا کا مسئلہ ہے اور یہ آخری موقع ہے لمحہ بہ لمحہ صورت حال تبدیل ہورہی ہے۔ ہم تیزی سے اپنے بے نام ونشان ہونے کی طرف سفر کررہے ہیں، بین الاقوامی طاقتیں ہمارا وجود مٹانے کے لئے اپنے پورے وسائل استعمال کررہی ہیں۔ یہ آخری موقع ہے اپنا وجود برقرار رکھنے کا۔ تاریخ نے اور وقت نے ساری ذمہ داری آپ کے کندھوں پر ڈال دی ہے۔ آپ کو وجود اور عدم موجود میں سے کسی ایک کا انتخاب کرنا ہے ایک طرف عوام ہیں۔ جن کی طاقت ہمیشہ برقرار رہتی ہے اور دوسری طرف چند جنرل ہیں۔ جن کا تصور پارہ پارہ ہوچکا ہے۔ جن کی پیشانیوں پر شکست کے نقش ثبت ہیں، جو سول امور میں بھی ناکام ہوچکے ہیں۔ سیاسی امور میں بھی اور فوجی معاملات میں بھی۔ جن کے ساتھ نوے ہزار فوج کے ہتھیار ڈالنے کی ذلت وابستہ ہے۔

جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب؟ یہ آخری لمحہ ہے۔ آخری لمحہ۔

قافلۂ پاکستان کو ایک حسینؓ بھی میسّر نہ آیا

ساحج

گواہ رہنا پدما کے پانی
گواہ رہنا میگھنا کے پانی
گواہ رہنا کھال پور کے چاند تارو
گواہ رہنا سلہٹ کے سبزہ زارو
گواہ رہنا جیسور کے شہ زورو
گواہ رہنا ہلی کے مجاہدو
گواہ رہنا کومیلا کے دلیرو
گواہ رہنا دیناج پور کے جانبازو
گواہ رہنا رنگپور کے بہادرو
گواہ رہنا چاٹگام کی پہاڑیو
گواہ رہنا کھلنا کی ندیو
گواہ رہنا چوا نگا چھا کے جانبازو
گواہ رہنا ڈھاکہ کے محافظو
اور گواہ رہنا اے روحِ عصر

کہ ناموس وطن پوچھ رہی ہے۔ جب کہ امت پر کڑا وقت آن پڑا ہے۔ جب کہ خاصۂ خاصانِ رسل کے لئے وقتِ دُعا ہے کہ اللہ کے مجاہدوں، کی ضرب اللہ اکبر کو کند کر دیا گیا۔ سرفروشان اسلام سے تیغ حیدری چھین لی گئی۔ حسینیت کے مشعل برداروں کی مشعل حسین کی فروزانی کو ماند کر دیا گیا۔ شہادت کے سالاروں کو شہادت کے اعزاز کے بدلے طوقِ ذلت میں جکڑ دیا گیا۔ شجاعت کے کارنامے انجام دینے والوں کو باب ذلت کا عنوان بنا دیا گیا۔ وطن کی سالمیت کی جنگ لڑنے والوں کو دشمن کو منہ توڑ جواب دینے سے روک دیا گیا۔ غازیوں، دلاوروں شیروں کے جذبۂ حریت کو کچل دیا گیا۔ وطن کی مقدس سرزمین پر عاشقان وفا کو پا بہ جولاں کر دیا گیا۔

بدر حنین کے معرکوں کی جوت کو ٹھنڈا کر دیا گیا وہ طارق، وہ خالد، وہ محمد بن قاسم، محمود غزنوی، غوری، بابر اور وہ تمام اولی العزم بت شکن اور غازیان اسلام کی حکایتوں اور شجاعت کے کارناموں کو تار تار کر دیا گیا۔ ان کے نقش پا پر کل ثابت قدم، جیالے طفیل، سرور اور عزیز بھٹی کی جراتوں کو قصۂ پارینہ بنا دیا گیا۔

یہ ہمیں کیا ہو گیا۔ ہمارے ولولے کدھر گئے، ہماری جرأتیں کیا ہوئیں؟ ہمارے حوصلے کہاں گئے۔ ہمارے استقلال کا عزم کیا ہوا۔ ہماری استقامت کہاں گئی۔ اس قافلۂ پاکستان کو ایک حسین بھی میسر نہ آیا۔

آؤ، بجیلے دلیرو، آؤ جانبازو، آؤ، جانثارو آؤ، وطن کے بیٹو آؤ، وطن کی ماؤں، آؤ، وطن کی بہنو آؤ، وطن کی بیٹیو آؤ، وطن کی سہاگنو آؤ، وطن کے شیر دل بالو، آؤ، عہد لیں آؤ، عہد شبیری، عہد حریت، عہد جانبازی عہد جانثاری عہد طفیل عہد سرور، عہد عزیز بھٹی اور عہد شہیدان وطن جو پاکستان کے قیام اور بقاء پر نچھاور ہو گئے۔

کہ ہر وہ زبان گدی سے کھینچ لیں گے جو قومی اتحاد اور سالمیت کے خلاف ہرزہ سرائی کرے۔

کہ ہر وہ ہاتھ توڑ دیں گے جو قومی صفوں میں انتشار پھیلانے کے لئے اٹھیں گے۔ کیونکہ یہ سر پھٹول کا وقت نہیں یہ دشنام طرازی کا وقت نہیں۔ یہ ایک دوسرے پر کیچڑ اچھالنے کا وقت نہیں۔

یہ قومی جرأت کا وقت ہے۔ یہ حوصلہ مندی کا وقت ہے یہ ایک دوسرے کو ساتھ لے کر چلنے کا وقت ہے، یہ اپنی غلطیوں کے اعتراف کا وقت ہے۔ یہ ناموس وطن بچانے کا وقت ہے یہ عزم و ہمت کا وقت ہے۔ گیا وقت ہاتھ نہیں آتا زمانہ قیامت کی چال چل چکا ہے۔ اب کوئی اور حشر نہ ہو گا اب کوئی اور کربلا بپا نہ ہو گی۔ حشر ہو چکا کربلا بپا ہو چکی۔

تم عظیم ہو۔ پاکستان عظیم ہے۔ پاکستان عظیم تر ہے پاکستان قائم ہے۔ قائم رہے گا۔

آؤ! بانیے اور عظیم تر پاکستان کی تعمیر کے لئے جدوجہد کریں، پاکستان ۱۹۴۷ء کا پاکستان، جس میں پورا بنگال بھی تھا، آسام بھی جس میں پورا پنجاب بھی تھا اور کشمیر بھی، جس کا عہد ۱۹۴۰ء میں کیا گیا تھا۔ وہ پاکستان ہماری منزل ہے۔ جس میں پاکستان کے ہر حصے کو داخلی خود مختاری حاصل تھی۔

اس کے لئے ہمیں بندوق چاہئے۔ اس کے لئے ہمیں جنگی معیشت چاہیئے۔ اب ہم میں سے ہر ایک کو محافظ وطن بننا ہے، کارخانے کھیت، بازار، دفتر، ہر مقام اب محاذ ہے وطن کے ایک ایک فرد کو بھی مضبوط ہونا ہے، ملک کو بھی مضبوط ہونا ہے، ہمارا ہر قدم ایسے اٹھنا چاہیئے کہ ہم اپنے طاقتور اور توسیع پسند دشمن سے انتقام لیں۔ انتقام اپنی عزت غیرت اور ناموس کے لٹنے کا، ہم نے اپنے دشمن کو ہر محاذ پر شکست دینا ہے، صنعتی تعلیمی سائنسی اقتصادی، فوجی ہر محاذ پر طاقتور بننا ہے، ہمارا نعرہ دیانت ایثار اور محنت ہے اور ہماری منزل "پورا پاکستان" ہے جس کے لئے اللہ اکبر کی بھرپور ضرب لگائی جائے گی۔ سرفروش تیغ حیدری نیام سے باہر نکالیں گے۔ مشعل حسین فروزاں کی جائے گی۔

یہ ہماری منزل ہے ہمیں اس منزل تک بہر حال، بہر طور، ہر قیمت پہنچنا ہے یہ بندوق ہر ماں، ہر بہن ہر بیٹے اور ہر بیٹی کو چاہیے۔ اپنے وطن کے دفاع کے لئے وطن کی عظمت کے لئے وطن کے بحری، بری اور فضائی محافظوں کے شانہ بشانہ لڑنے کے لئے جنگ ہے۔ اب بھی جنگ ہے۔ اب کسی کا استحصال نہ ہو گا۔ اب بیوروکریسی اپنی من مانی کر سکے گی، اور نہ دوسرے مفاد پرست۔ اب کوئی جہلم راوی، سندھ، چناب، پدما، میگنا کے کنارے بھوکا نہیں سوئے گا۔ کوئی تعلیم سے محروم نہیں رہے گا۔ ہم اندرونی دشمنوں سے بھی جنگ کریں گے اپنے آپ کو ایک مضبوط فصیل بنائیں گے اور پھر اپنے ذلیل سفاک دشمن کو شکست دیں گے۔ تاکہ پھر اندلس سپین کی تاریخ نہ دھرائی جائے، بلکہ ترکی کی تاریخ دہرائی جائے جہاں مرد بیمار ایک عظیم طاقت بن گیا یا پھر چین کی تاریخ جہاں مبینہ افیونی دنیا کی عظیم طاقت بن گئے۔

آؤ، قرآن کو فصیل کریں۔ آؤ، قرآن کے اوپر رکھ کر وطن کے دفاع کے لئے وطن کے ہر بیٹے کو بندوق دیں یہ ہمارا حق ہے۔ یہ حق ہمیں ملنا چاہیے۔ تاکہ جذبۂ شہادت باب فتح کا عنوان ہے۔

الفتح

بقیہ: صدر بھٹو کی نشری تقریر

مجھ سمیت ہر چیز عارضی ہے مجھے اس مشکل وقت میں پاکستان کے قابل ترین اور ذہین افراد کے تعاون اور مدد کی ضرورت ہے میں ان لوگوں کو اندرون اور بیرون پاکستان اچھی پوزیشنوں پر دیکھنا چاہتا ہوں، مجھے امید ہے کہ اگر میں کسی ایسے فرد یا افراد کو کوئی ذمہ داری سپرد کروں گا تو وہ قبول کر لیں گے۔ میں اپنی بہادر افواج کا ہمیشہ سے مداح اور قدر داں رہا ہوں۔ ہماری افواج نے ہمیشہ اپنے وطن عزیز کی بڑی دلیری اور بہادری کے ساتھ حفاظت کی ہے میں ان سے کہتا ہوں شاباش تم بڑی بہادری سے لڑے تم نے کسی قسم کی کوتاہی نہیں کی۔ تم پاکستان کے ناقص نظام کا شکار ہو گئے لیکن میں اپنی افواج سے براہ راست رابطہ پیدا کروں گا۔ چنانچہ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ فی الحال میں وزارت دفاع اور وزارت خارجہ کا نگران خود رہوں گا تاکہ میں ذاتی طور پر ان لوگوں کی شکایات دور کر سکوں اے پاکستان کی فوج کے بہادرو، مجھے معلوم ہے آج تم بے چین ہو لیکن ذرا انتظار کرو ہم تم مل کر ایسا انتظام کریں گے کہ تمہاری عزت، ہماری عزت اور ہمارے ملک کی عزت بحال ہو جائے، میں نے چند اہم اور ضروری فیصلے آج ہی کر لئے ہیں اور ان پر فوری طور پر عملدرآمد ہو چکا ہے۔ جنرل آغا محمد یحییٰ خان کے علاوہ فوج کے چھ اور جرنیلوں کو ریٹائر کر دیا گیا ہے لفٹیننٹ جنرل گل حسن کو قائم مقام کمانڈر انچیف افواج پاکستان مقرر کر دیا گیا ہے اور انہوں نے اس عہدے کا چارج بھی لے لیا ہے، ہمارا ملک غریب ہے ہم اتنے زیادہ مکمل جنرل نہیں رکھ سکتے لہٰذا گل حسن صاحب کا رینک لیفٹیننٹ جنرل کا ہی رہے گا مجھے گل حسن صاحب پر پورا اعتماد اور بھروسہ ہے لیکن یہ تمام انتظام عارضی ہے مستقبل انتظامات بعد میں کئے جائیں گے۔ مجھے امید ہے کہ لیفٹیننٹ جنرل گل حسن افواج پاکستان کی از سر نو تنظیم کر سکے اس کی شان و شوکت دوبالا کر دیں گے۔ جن جرنیلوں کو آج ہی سے ریٹائر کر دیا گیا ہے ان کے نام یہ ہیں۔ جنرل عبدالحمید لیفٹیننٹ جنرل پیرزادہ، میجر جنرل عمر، میجر جنرل خدا داد خاں، میجر جنرل کیانی اور میجر جنرل مٹھا ان فوجی افسروں کو افواج پاکستان اور عوام کی عین خواہش کے مطابق باعزت طور پر فوج کی ملازمت سے سبکدوش کیا گیا ہے۔ میں نے یہ کارروائی عوام اور نوجوان فوجی افسروں کی خواہش کے مطابق کی ہے۔ جہاں تک میرا تعلق ہے میں ان میں سے بہت سے افسروں سے واقف نہیں۔ میں نے انھیں کبھی دیکھا تک نہیں۔ میرا دوسرا فیصلہ یہ ہے کہ میں نیشنل عوامی پارٹی پر سے فوری طور پر پابندی ہٹا رہا ہوں میں یہ کام نیک نیتی سے کر رہا ہوں اور یہ سمجھ کر کہ ہم سب محب وطن ہیں۔ میں اس پارٹی کے سربراہ سے بھی درخواست کر رہا ہوں کہ وہ مجھ سے جلد ملیں۔ دوسری پارٹیوں کے لیڈروں سے بھی میں جلد مل کر بات چیت کروں گا۔ میں سب سے مشورے کروں گا۔ اور ہر ایک کا تعاون حاصل کرنے کی کوشش کروں گا۔ لیکن اگر کسی نے اس موقع سے فائدہ اٹھا کر میرے خلوص کا غلط مطلب سمجھا اور کوئی شرارت کی تو پھر آپ مجھے جانتے ہیں۔ میں اس کا فوراً جواب دوں گا۔ ہم تمام ممالک خصوصاً تمام بڑی طاقتوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات رکھنے کے خواہش مند ہیں۔ لیکن ہمیں پاکستان کے مفاد کو سامنے رکھ کر اپنی خارجہ پالیسی پر از سر نو غور کرنا ہوگا۔ گذشتہ دنوں جو ضمنی انتخابات کرائے گئے ہیں ان کے نتائج میں کالعدم قرار دے رہا ہوں۔ وہ انتخابات نہیں تھے بلکہ ہماری توہین تھی۔ دسمبر ۱۹۷۰ء کے انتخابات میں جو دو صاحب کامیاب ہوئے تھے مسٹر نور الامین اور چکمہ قبیلے کے سردار (جو آج کل باہر گئے ہوئے ہیں) میں ان دونوں سے صلاح مشورہ اور بات چیت کروں گا۔ آخر میں میں آپ لوگوں سے ایک بار پھر وعدہ کرتا ہوں کہ میں آپ کی خدمت کرونگا۔ مجھ پر بھروسہ رکھیں۔ مجھے آپ پر بھروسہ ہے۔ میں آپ کی مدد اور تعاون کے بغیر کچھ بھی نہیں ہوں۔ میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ آپ کو کبھی دھوکا نہیں دوں گا۔ ہمارا اسلام پر یقین ہے اور اسلام ہی ہمارا عقیدہ ہے۔ انشاء اللہ ہم کامیاب اور کامران ہوں گے۔ ہم فتح حاصل کر کے رہیں گے اور ہماری اولاد کی اولاد بھی یہ کبھی نہیں بھولے گی۔ پاکستان۔ زندہ باد

بقیہ: پی۔ آئی، سی

تھی۔ میں نے آٹھویں جماعت تک تعلیم حاصل کی۔ یہ بات غلط ہے کہ میرے والد میرا خرچہ غربت کی وجہ سے برداشت نہیں کر سکتے تھے یہ بات بھی غلط ہے کہ مجھے میری غلط کاریوں کی وجہ سے اسکول سے خارج کیا گیا۔ اور مجھے کہیں داخلہ نہیں ملا۔ میں نے حقائق بتائے تھے۔ اور میری درخواست جس پر مقدمہ قائم ہوا ہے میرے وکیل نے تیار کی تھی، وکیل نے ترجمہ کے ساتھ مجھے درخواست سنائی تھی۔ سروے رپورٹ خود تیار نہیں کرتا مگر سروے خود کرتا ہوں، وہ آدمی جو میری رپورٹ لکھتا ہے۔ بی ایس سی ہے۔ یہ آدمی میں نے ۱۹۶۷ء سے رکھا ہے۔ اس سے پہلے لاہور میں ایک لڑکا تھا جو کہ ایف اے پاس تھا۔ وہ میری رپورٹ لکھتا تھا۔ ارشد بٹ وہ آدمی [illegible] جو بی ایس سی ہے۔ ارشد بٹ میرا پارٹنر ہے۔ میں نے خود کام [illegible] ۱۹ء سے شروع کیا ہے۔ سب سے پہلے صولت اینڈ کمپنی میں میں نے ٹریننگ حاصل کی اس کے بعد سلیم حیدر اینڈ کمپنی سینکلیر اینڈ میری پاک لمیٹڈ پر میں نے ٹریننگ حاصل کی جس کی میں نے تین سال تک ٹریننگ حاصل کی۔ پھر کنٹرولر آف انشورنس نے مجھے میری درخواست پر لائسنس دیدیا یہ لائسنس ۱۹۶۴ء میں ملا۔ یہ بات غلط ہے کہ میں نے ٹریننگ حاصل کرنے سے پہلے یہ لائسنس حاصل کر لیا تھا میں نے اب تک لاتعداد سروے کئے۔ ان کی تعداد لاتعداد ہے۔ میں نے اپنے سروے کئے جن کی گنتی میں نہیں بتا سکتا۔ سب سے پہلے میں نے ایک ایکسیڈنٹ کا سروے کیا تھا جو کہ، پاک انشورنس کمپنی لمیٹڈ کا تھا۔ اور وہ لاہور کا واقعہ تھا۔ فیس یاد نہیں میرے علاوہ دو بھائی اور ہیں اور ان کے نام علاؤالدین اور ۔۔۔ ہیں۔ علاؤالدین پانچویں جماعت تک پڑھا ہے میری ایک بہن ہے جو کہ صادق صاحب کو بیاہی ہے۔ سب سے پہلے میں نے ملازمت چھوڑنے کے بعد صولت اینڈ کمپنی میں ملازمت کی اور میری تنخواہ دو سو روپے تھی۔ ۱۹۶۲ء۔ ۱۹۶۱ء میں نے ملازمت صولت اینڈ کمپنی سے چھوڑی تھی۔ میں ان کے پاس سرویئر تھا میرے پاس اس وقت لائسنس نہ تھا۔ اس کے بعد سلیم حیدر اینڈ کمپنی میں ملازمت کی۔ وہاں پر تقریباً ½ ۱ سال ملازمت کی وہاں پر مجھے ۲۵۰/۰ روپیہ تنخواہ ملتی تھی۔ یہ ملازمت میں نے ۱۹۶۲ء کے آخیر میں یہ ملازمت چھوڑی تھی۔ اس کے بعد میں نے سینکلیر میری لمیٹڈ لاہور میں ملازمت کی۔ اور ان کے پاس میں نے ڈیڑھ سال ملازمت کی تھی۔ یہ تنخواہ تقریباً ۳۰۰ روپے دیتے تھے۔ یہاں سے ۱۹۶۴ء کے شروع میں کام چھوڑ دیا تھا۔

بقیہ: بھٹو کی تقریر

جارحیت کا خاتمہ کرائے گی میں یہاں انصاف حاصل کرنے آیا ہوں لیکن کونسل نے میرے ملک کے ساتھ منصفی کرنے سے انکار کر دیا ہے سلامتی کونسل تاخیری ہتھکنڈوں سے کام لے رہی ہے اس کونسل نے لیٹروں کی جماعت کا کردار ادا کیا ہے

بقیہ: چین اور "بنگلہ دیش"

پھر کسی دوسرے ملک پر حملہ کرے گا۔"

"پیپلز ڈیلی" نے ۶ دسمبر کو ایک تبصرے میں لکھا کہ "بھارت نے نام نہاد بنگلہ دیش کی جھوٹی حکومت قائم کرنے کے لئے پاکستان پر حملہ کیا ہے تاکہ وہ بعد میں مشرقی پاکستان کو ہڑپ کرے۔۔۔۔

Weekly "Al - Fatah" Karachi
DECEMBER, 23-30, 1970

۱۶ دسمبر سنہ ۱۹۷۱ء

بھارتی فوجیں ڈھاکہ میں داخل ہوگئیں

سرخرو کون ہوا
اور کہاں سر ہے جھکا

ہمارا عہد

آج قومی ضرورت کی اس گھڑی ہم ممبران پاکستان وناسپتی مینوفیکچرنگ ایسوسی ایشن
یہ عہد کرتے ہیں کہ ہم ہر ممکن ذرائع کو بروئے کار لاتے ہوئے وناسپتی گھی کی سپلائی
برقرار رکھیں گے۔ علاوہ ازیں ہم یہ بھی یقین دلاتے ہیں کہ وناسپتی گھی کی حکومت کی مقرر کردہ

قیمتیں ہر حالت میں برقرار رکھی جائیں گی

مغربی پاکستان

کراچی

۱- اے اینڈ بی آئل انڈسٹریز لمیٹڈ
۲- بنگال ویجی ٹیبل انڈسٹریز لمیٹڈ
۳- برما آئل ملز لمیٹڈ
۴- ای-ایم آئل ملز انڈسٹریز لمیٹڈ
۵- حیدری انڈسٹریز
۶- لیور برادرز (پاک) لمیٹڈ
۷- مقبول کمپنی لمیٹڈ
۸- وزیر علی انڈسٹریز لمیٹڈ

لاہور

۱- کوہ نور آئل ملز لمیٹڈ
۲- پنجاب ویجی ٹیبل گھی اینڈ جنرل ملز
۳- یونیورسل آئل اینڈ ویجی ٹیبل گھی ملز لمیٹڈ
۴- سورج گھی انڈسٹریز لمیٹڈ

لائلپور

۱- گنیش فلور ملز کمپنی لمیٹڈ
۲- کاکا خیل انڈسٹریز لمیٹڈ
۳- مرانکو انڈسٹریز لمیٹڈ
۴- سرکردہ ویجی ٹیبل گھی اینڈ جنرل ملز
۵- یونائیٹڈ ویجی ٹیبل گھی ملز

ملتان

۱- الہلال ویجی ٹیبل گھی ملز لمیٹڈ

۲- شیخ فضل الرحمٰن انڈسٹریز لمیٹڈ
ایسوسی ایٹڈ انڈسٹریز لمیٹڈ نوشہرہ
کریسنٹ ٹیکسٹائل ٹیکٹریز لمیٹڈ چیچہ وطنی
فضل ویجی ٹیبل گھی ملز لمیٹڈ اسلام آباد

مشرقی پاکستان

ڈھاکہ

۱- ڈھاکہ ویجی ٹیبل آئلز انڈسٹریز

چٹاگانگ

۱- بالاکم والہ ویجی ٹیبل پروڈکٹس لمیٹڈ
۲- حسنی وناسپتی مینوفیکچرنگ کمپنی لمٹ

رنگپور

راحتین انڈسٹریز لمیٹڈ

پاکستان وناسپتی مینوفیکچررز ایسوسی ایشن

۴۰۴- محمدی ہاؤس آئی آئی چندریگر روڈ، کراچی-۲

۲۳-۳۰